يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ (الحديث)

امثال اصطلاحات المحدثین

شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

امثال وحواشي — تسہیل وتزئین

امان اللہ عاصم — ابو عمار عمر فاروق السعیدی

مکتبہ محمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَحْمِلُ ھٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُہٗ (الحدیث)

امثال اصطلاحات المحدثین

تالیف

شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ

تسہیل و تزئین

مولانا ابو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

امثال و حواشی

امان اللہ عاصم

ناشر

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق کمپوزنگ بحق ناشر محفوظ ہیں

امثال اصطلاحات المحدثین

باہتمام	----------	عبدالرحمان عابد
کمپوزنگ	----------	محمدیہ کمپوزنگ سنٹر
طبع اول	----------	اپریل 2024ء
تعداد	----------	1100
قیمت	----------	/-

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث' امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007,0345-7709626

مکتبہ عائشہ صدیقہ' اقبال مارکیٹ' کمیٹی چوک' راولپنڈی
0321-9596981

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125, 0303-7630314

مکتبہ ابوہریرہ، عام خاص باغ ربانی چوک ملتان 0305-7637751

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مؤلف کا مختصر تعارف ۶

الحدیث والخبر والأثر والسنۃ محدثین رحمہم اللہ کی اصطلاح میں ۸

السند والإسناد والمتن ۹

احادیث کی اقسام قلت و کثرتِ طرق کے اعتبار سے ۱۰

حدیث کی اقسام منسوب الیہ کے اعتبار سے ۱۲

حدیث کی تقسیم مقبول اور غیر مقبول (یا المردود) کے اعتبار سے ۱۷

مقبول کی اقسام ۱۸

الصحیح لذاتہ کی ضمنی ابحاث اور اس کی متفرق اصطلاحات ۱۸

غیر مقبول یا مردود کی اقسام ۲۸

ایسی دو احادیث کے متعلق محدثین کا طرزِ عمل جو سرسری نظر میں متعارض معلوم ہوں ۲۸

ضعیف کی اقسام ظاہری انقطاع کی رُو سے ۳۱

ضعیف کی اقسام مخفی انقطاع کی رُو سے ۳۴

ضعیف کی اقسام نقصانِ عدالت کی رُو سے ۳۹

ضعیف کی اقسام عدم ضبط یا اوہام یا مخالفتِ رُواۃ کی رُو سے ۴۰

اسبابُ الطعن ۴۵

الجرح والتعدیل ۴۹

التابع والشاھد والاعتبار ۵۱

العالی والنازل ۵۳

علو کی ضمنی اصطلاحات ۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقسام تحمل الحدیث ۵۶
صِیَغُ الأداء ۵۸
اصطلاحات متفرقہ ۵۹
آداب الشیخ والسامع ۶۵
سِنُّ التحمُّل والأداء ۶۵
کتب احادیث کی اقسام ۶۶
ضروری ہدایات ۶۹

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَحْمَدُ اللهَ وَأُصَلِّي وَأُسَلِّمُ عَلٰى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ.

علم حدیث کے تحقیقی مطالعہ کے لیے مصطلحات محدثین کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ عربیت کے لیے صرف اور نحو، لیکن اس فن میں کوئی ایسا رسالہ نظر سے نہیں گزرا جو اس قدر آسان اور جامع ہو کہ مبتدی طالب علموں کو آسانی سے سمجھ آسکے، اور کفایت بھی کر سکے۔

اگرچہ بوقت درسِ حدیث اس کمی کا شدت سے احساس ہوتا تھا لیکن اس مشکل کے حل کی طرف کسی وقت بھی ذہن متوجہ نہ ہوا۔

آخر اثری ادارۂ نشر و تالیف (جلال پور پیر والا ملتان) کے توجہ دلانے اور پھر مُبرم تقاضوں نے "اصطلاحات المحدثین" کی تحریر پر مجبور کر دیا اور یہ مختصر سا رسالہ لکھنا پڑا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو طالبینِ حدیث کے لیے مفید بنائے اور میرے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اس کی تحریر کا باعث بنے زادِ آخرت بنائے۔ آمین

سلطان محمود

کان اللہ لہ

۷ مئی ۱۹۶۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کا مختصر تعارف

یہ مبارک رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے فضیلۃ الاستاذ حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود صاحب محدث (جلال پور پیر والا، ضلع ملتان) کی تالیف لطیف ہے۔ جو آپ نے اپنے عزیز نو آموز طلبہ کے لیے علم حدیث واصولِ حدیث کی مطولات کی تدریس سے پہلے بطور تمہید املا کروایا تھا۔ الحمد للہ اسے بڑی قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ مبتدی کیا منتہی طلبہ بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں۔ اسے سمجھ لینے اور ازبر کر لینے کے بعد اُن کے لیے حدیث اور اصول حدیث کو سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور اب یہ نصاب میں باقاعدہ شامل ہے۔

آں موصوف رحمہ اللہ کی تعلیمی، تربیتی اور تدریسی و دعوتی خدمات کا مرکز ملتان سے جنوب مغرب میں ہیڈ پنجند سے کچھ پہلے دریائے چناب و ستلج کے درمیان میں واقع قصبہ جلال پور پیر والا اور وہاں کا "مدرسہ دارالحدیث محمدیہ" رہا ہے۔ آپ یہاں کے بزرگوں کی دعوت پر ۱۹۳۴ء میں تشریف لائے اور دارالحدیث محمدیہ سے اپنے اعمال خیریہ کا آغاز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک صالح بندوں کو اس دنیا میں قبول عام عطا فرما دیتا ہے۔ آپ کے اخلاص اور محنت ہی کا اثر تھا (جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں اور سرائر کا اللہ مالک ہے) کہ ضلع ملتان، مظفر گڑھ، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے لوگ آپ سے بہت زیادہ مستفید ہوئے۔ توحید خالص اور سنت مطہرہ کے حقائق سے آگاہ بلکہ اس کے داعی بنے اور اب جگہ جگہ توحید و سنت کی علمبردار مساجد کے علاوہ بے شمار مکاتب اور مدارسِ اسلامیہ علوم قرآن وحدیث کی اشاعت کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔ شیخ صاحب کے والد گرامی جناب حسن خان صاحب اپنے قبیلہ قیصرانی بلوچ کے سردار تھے۔ ان کے بزرگ ڈیرہ غازی خان کے پہاڑی علاقے میں رہتے تھے۔ پھر یہ گھرانہ پاکستان بننے سے بہت پہلے احمد پور شرقیہ (ضلع بہاولپور) کے قریب موضع صادق آباد میں منتقل ہو آیا۔ ۱۹۰۶ء میں ہمارے شیخ صاحب کی ولادت ہوئی۔ آپ کے ابتدائی اساتذہ میں مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ (بستی نور والا) اور مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی شریف میں مولانا حبیب اللہ صاحب گمانوی رحمہ اللہ کا نام نامی آتا ہے۔ اسی مدرسہ میں مولانا عبدالحق صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدث احمد پوری (ثم مہاجر مکی) سے شرف تلمذ حاصل ہوا، جو آخر تک قائم رہا۔ مولانا عبدالحق شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ یہ بعد میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے خاندان کا معتد بہ حصہ اب بھی وہیں ہے۔

مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ نے آپ پر خاص توجہ فرمائی اور جمیع علوم اسلامیہ و عربیہ میں آپ کو درجہ فضیلت تک پہنچایا۔

۱۹۳۴ء میں ان کے ہاں سے فراغت کے بعد آپ جلال پور پیر والا میں تشریف لے آئے اور نومبر ۱۹۹۵ء تک دارالحدیث محمدیہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، ادب، اصول تفسیر، اصول حدیث اور قواعد عربیہ و دیگر علوم کی تدریس سے طلبہ علم کو بہرہ ور فرماتے رہے۔

آپ ایک ماہر مدرس، کامیاب مؤثر خطیب اور حکمت الٰہیہ سے بھرپور فقیہ اور مفتی تھے۔

برادریوں اور خاندانوں کے فیصلوں کے علاوہ حکومتی عدالتوں کی طرف سے بھی فتویٰ آپ کی طرف ہی رجوع ہوتا تھا اور آپ کے ادارہ دارالحدیث محمدیہ کا یہ اعزاز بحمد للہ اب بھی قائم ودائم ہے۔ حسن خلق اور حسن معاملہ میں آپ کے متعلق اپنے پرائے ہر فرد کا یہ تاثر ہوتا تھا کہ جو تعلق خاطر آپ کو مجھ سے ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ہے۔

درس، دعوتی اور فتویٰ کی مسلسل خدمات کی وجہ سے آپ تصنیف کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ تاہم آپ کے مفصل اور مدلل فتاویٰ اس کمی کو پورا کرتے ہیں۔ جو بحمد للہ کافی حد تک محفوظ ہیں۔ جامع ترمذی کے علاوہ صحیح بخاری مسلسل آپ کے درس کا حصہ ہوتی تھی، اس کی آخری کتاب کتاب التوحید کی شرح "فتح الحمید الباری" کے نام سے محفوظ حالت میں موجود ہے۔ آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کی فہرست خاصی طویل ہے۔ آپ کے تفصیلی احوال آپ کے نامور تلمیذ اور جانشین فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رفیق صاحب اثری نے اپنی تالیف "مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ، حیات، خدمات، آثار" میں بیان فرمائے ہیں، جو لائق مطالعہ ہیں۔

بالآخر اللہ کا یہ ولی ۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو ایک بھرپور زندگی گزارنے کے بعد اپنے رب کا مہمان جا بنا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(کتبہ.... تلمیذہ.... عمر فاروق السعیدی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کا مختصر تعارف

یہ مبارک رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے فضیلۃ الاستاذ حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود صاحب محدث (جلال پور پیر والا، ضلع ملتان) کی تالیف لطیف ہے۔ جو آپ نے اپنے عزیز نو آموز طلبہ کے لیے علم حدیث واصولِ حدیث کی مطولات کی تدریس سے پہلے بطور تمہید املا کروایا تھا۔ الحمد للہ اسے بڑی قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ مبتدی کیا منتہی طلبہ بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں۔ اسے سمجھ لینے اور ازبر کر لینے کے بعد اُن کے لیے حدیث اور اصول حدیث کو سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور اب یہ نصاب میں باقاعدہ شامل ہے۔

آں موصوف رحمہ اللہ کی تعلیمی، تربیتی اور تدریسی و دعوتی خدمات کا مرکز ملتان سے جنوب مغرب میں ہیڈ پنجند سے کچھ پہلے دریائے چناب و ستلج کے درمیان میں واقع قصبہ جلال پور پیر والا اور وہاں کا "مدرسہ دارالحدیث محمدیہ" رہا ہے۔ آپ یہاں کے بزرگوں کی دعوت پر ۱۹۳۴ء میں تشریف لائے اور دارالحدیث محمدیہ سے اپنے اعمال خیریہ کا آغاز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک صالح بندوں کو اس دنیا میں قبول عام عطا فرما دیتا ہے۔ آپ کے اخلاص اور محنت ہی کا اثر تھا (جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں اور سرائر کا اللہ مالک ہے) کہ ضلع ملتان، مظفر گڑھ، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے لوگ آپ سے بہت زیادہ مستفید ہوئے۔ توحید خالص اور سنت مطہرہ کے حقائق سے آگاہ بلکہ اس کے داعی بنے اور اب جگہ جگہ توحید و سُنت کی علمبردار مساجد کے علاوہ بے شمار مکاتب اور مدارسِ اسلامیہ علوم قرآن وحدیث کی اشاعت کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔ شیخ صاحب کے والد گرامی جناب حسن خان صاحب اپنے قبیلہ قیصرانی بلوچ کے سردار تھے۔ ان کے بزرگ ڈیرہ غازی خان کے پہاڑی علاقے میں رہتے تھے۔ پھر یہ گھرانہ پاکستان بننے سے بہت پہلے احمد پور شرقیہ (ضلع بہاولپور) کے قریب موضع صادق آباد میں منتقل ہو آیا۔ ۱۹۰۶ء میں ہمارے شیخ صاحب کی ولادت ہوئی۔ آپ کے ابتدائی اساتذہ میں مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ (بستی نور والا) اور مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی شریف میں مولانا حبیب اللہ صاحب گمانوی رحمہ اللہ کا نام نامی آتا ہے۔ اسی مدرسہ میں مولانا عبدالحق صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدث احمد پوری (ثم مہاجر مکی) سے شرف تلمذ حاصل ہوا، جو آخر تک قائم رہا۔ مولانا عبدالحق شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ یہ بعد میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے خاندان کا معتد بہ حصہ اب بھی وہیں ہے۔

مولانا عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خاص توجہ فرمائی اور جمیع علوم اسلامیہ و عربیہ میں آپ کو درجہ فضیلت تک پہنچایا۔

۱۹۳۴ء میں ان کے ہاں سے فراغت کے بعد آپ جلال پور پیر والا میں تشریف لے آئے اور نومبر ۱۹۹۵ء تک دارالحدیث محمدیہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، ادب، اصول تفسیر، اصول حدیث اور قواعد عربیہ و دیگر علوم کی تدریس سے طلبہ علم کو بہرہ ور فرماتے رہے۔

آپ ایک ماہر مدرس، کامیاب مؤثر خطیب اور حکمت الٰہیہ سے بھرپور فقیہ اور مفتی تھے۔

برادریوں اور خاندانوں کے فیصلوں کے علاوہ حکومتی عدالتوں کی طرف سے بھی فتویٰ آپ کی طرف ہی رجوع ہوتا تھا اور آپ کے ادارہ دارالحدیث محمدیہ کا یہ اعزاز بحمد للہ اب بھی قائم ودائم ہے۔ حسن خلق اور حسن معاملہ میں آپ کے متعلق اپنے پرائے ہر فرد کا یہ تاثر ہوتا تھا کہ جو تعلق خاطر آپ کو مجھ سے ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ہے۔

درس، دعوتی اور فتویٰ کی مسلسل خدمات کی وجہ سے آپ تصنیف کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ تاہم آپ کے مفصل اور مدلل فتاویٰ اس کمی کو پورا کرتے ہیں۔ جو بحمد للہ کافی حد تک محفوظ ہیں۔ جامع ترمذی کے علاوہ صحیح بخاری مسلسل آپ کے درس کا حصہ ہوتی تھی، اس کی آخری کتاب کتاب التوحید کی شرح "فتح الحمید الباری" کے نام سے محفوظ حالت میں موجود ہے۔ آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کی فہرست خاصی طویل ہے۔ آپ کے تفصیلی احوال آپ کے نامور تلمیذ اور جانشین فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رفیق صاحب اثری نے اپنی تالیف "مولانا سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ، حیات، خدمات، آثار" میں بیان فرمائے ہیں، جو لائق مطالعہ ہیں۔

بالآخر اللہ کا یہ ولی ۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو ایک بھرپور زندگی گزارنے کے بعد اپنے رب کا مہمان جا بنا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(کتبہ.... تلمیذہ.... عمر فاروق السعیدی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحدیث والخبر والأثر والسنّة

محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی اصطلاح میں

الحدیث: جو چیز رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو۔[1]

الخبر: جمہور محدثین کے نزدیک (الحدیث) (کے) ہم معنی ہے۔ بعض کے نزدیک وہ حوادثِ تاریخی وغیرہ ہیں جو غیر سے منقول ہوں۔ بعض کے نزدیک حدیث اور حوادث تاریخی وغیرہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔[2]

الأثر: وہ چیز جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہو اور الأثر، حدیث کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔[3]

---

[1] مثلاً: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» [صحیح البخاری: ۱۰] (حقیقی مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں)

[2] یعنی کوئی تاریخی واقعہ یا خبر جسے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی نے بیان کیا ہو۔ مثلاً: صحیح بخاری میں ہے: «عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الخَلاَءُ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ» [صحیح البخاری: ۳] (یعنی: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا سلسلہ نیک خوابوں سے شروع ہوا تھا۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے، وہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا تھا۔ پھر آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ اور آپ غار حرا میں خلوت نشین ہو کر عبادت میں مصروف رہنے لگے تھے۔)

[3] جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مذکور ہے: «كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنِيخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ، الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيخُ بِهَا، وَيُصَلِّي بِهَا» [صحیح مسلم: ۱۲۵۷-۴۳۱] (یعنی: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بطحا میں اسی مقام پر اپنی سواری کو بٹھایا کرتے تھے جس مقام پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری بٹھائی تھی۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السنة: کبھی حدیث کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی طریقہ مسلوکہ فی الدین کے معنی میں۔[1]

السند والإسناد والمتن

السند: حدیث تک پہنچنے کا طریق۔[2]

الاسناد: سند بیان کرنا، کبھی سند کو بھی اسناد کہہ دیتے ہیں۔

المتن: کلام کا وہ حصہ جو اسناد کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔[3]

---

[1] یعنی کسی عمل کا شرعی طریقہ، خصوصاً رسول اللہ ﷺ کا طریقہ؛ جسے سُنت کہا جاتا ہے۔ مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور پھر فرمایا: «إِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ» [سنن أبي داود: ۳۱۹۸] (یعنی: یہ سُنت ہے)۔ مراد یہ تھی کہ نماز جنازہ پڑھنے کا یہی طریقہ مسنون ہے کہ اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔

[2] یعنی حدیث بیان کرنے والے افراد کے سلسلہ کو سند کہتے ہیں۔ مثلاً: «حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ...» [صحیح البخاری: ۸] یہاں عبید اللہ بن موسیٰ، سے ابن عمر تک؛ جو افراد کا سلسلہ ہے اسے سند کہتے ہیں، جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کس نے کس سے سنی ہے۔ جہاں سند ختم ہوتی ہے وہاں پر رسول اللہ ﷺ یا آپ کے کسی صحابی کا جو فرمان بیان ہوا ہوتا ہے اسے متن کہا جائے گا۔ یعنی سند کے ذریعے ہم متن تک پہنچ سکتے ہیں کہ یہ متن کس محدث نے کس استاذ سے سنا اور انھوں نے کس سے سنا۔

[3] مثلاً: گزشتہ مثال میں جو سند بیان کی گئی ہے اس کے بعد مذکور ہے: «قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ...»۔ [صحیح البخاری: ۸] (یعنی: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔۔۔)۔ سند کے بعد بیان کی گئی بات کو متن، کہا جاتا ہے۔ چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہو، یا آپ کے کسی صحابی کا قول ہو یا کسی تابعی وغیرہ کی بات ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② غریب نسبی: جس کی اصل سند میں تو تفرد نہ ہو لیکن کسی ایک راوی کی نسبت تفرد ہو۔[1]

حدیث کی اقسام منسوب الیہ کے اعتبار سے

المرفوع: جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

① **قولی:** جو رسول اللہ ﷺ کا قول ہو۔[2]

② **فعلی:** جو رسول اللہ ﷺ کا فعل ہو۔[3]

③ **تقریری:** وہ قول جو آپ ﷺ کے سامنے کہا گیا ہو یا وہ فعل جو آپ ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور رسول اکرم ﷺ سے اس پر انکار منقول نہ ہو۔[4]

---

[1] اس کی مثال، یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ المِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الكَعْبَةِ فَقَالَ «اقْتُلُوهُ» [صحیح البخاری:۱۸۴۶] اس حدیث کو ابن شہاب سے روایت کرنے والے صرف مالک بن انس ہی ہیں۔ یعنی یہ روایت اپنی سند میں تبع تابعی کے طبقہ میں متفرد (فرد نسبی) ہے۔

[2] مثلاً: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: «قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِي» [صحیح البخاری:۴۳۸] (ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں۔)

[3] مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ» [صحیح البخاری:۲۱۱] (ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا، پھر کلی کی۔)

[4] رسول اللہ ﷺ کے سامنے کہی گئی بات کی مثال، وہ حدیث ہے جس میں محمد بن منکدر تابعی کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ان تینوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ صریح، حکمی۔

① **قولی صریح:** جس کے بیان کرنے میں یوں کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا:[1]

② **قولی حکمی:** کسی صحابی کا ایسا قول جو استنباط اور قیاس کی بنا پر نہ کہا جا سکے اور اہل کتاب سے ماخوذ ہونے کا محتمل بھی نہ ہو، جیسا کہ تقدیرات شرعیہ۔[2]

میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہوئے سنا کہ ابن صیاد، دجال ہے۔ میں نے کہا: کیا آپ اس بات پر اللہ کی قسم اٹھا رہے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: «إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» [صحیح البخاری: ۷۳۵۵] (میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہوئے سنا تھا کہ ابن صیاد، دجال ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات کی تردید نہیں فرمائی تھی۔)

اور آپ ﷺ کی موجودگی میں کام کی مثال، وہ حدیث ہے، جس میں مذکور ہے کہ مختار بن فُلفُل تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ لوگوں کو مغرب کی نماز سے قبل دو رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا تھا؟ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «نَعَمْ، رَآنَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا» [سنن أبي داود: ۱۲۸۲] (جی ہاں، ہمیں آپ ﷺ نے دیکھا تھا، لیکن آپ نے نہ ہی اس کا باقاعدہ حکم دیا اور نہ ہی اس سے منع کیا۔)

[1] مثلاً: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ» [صحیح البخاری: ۱۶۲] (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص وضو کرے، وہ اپنی ناک میں بھی پانی چڑھائے)

[2] یعنی: جس حدیث میں کسی صحابی نے شرعی احکام میں عمل کی نوعیت، اس کے ارکان کا تعین و تعداد، اذکار و وظائف کا اجر، کسی برائی کی سزا، تعزیرات و حدود میں سزا کے طریقہ کار اور مختلف امور میں کفارہ اور صدقہ کی مقدار کو بیان کیا ہو۔ مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَارِبُ الْخَمْرِ مُسْوَدًّا وَجْهُهُ مُزْرَقَّةً عَيْنَاهُ مَائِلٌ شِقُّهُ» [مصنف عبدالرزاق: ۱۷۰۷۴] (قیامت کے روز، شرابی شخص کالے چہرے والا، نابینا اور فالج زدہ ہوگا)۔ ایسی روایات یقیناً رسول اللہ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① فعلی صریح: جس میں نبی کریم ﷺ کا فعل نقل کیا گیا ہو۔[1]

② فعلی حکمی: کسی صحابی کا ایسا عمل جو قیاس اور اجتہاد کی بنا پر نہ کیا جا سکتا ہو۔[2]

① تقریری صریح: جس میں بیان کیا گیا ہو کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں کہی گئی یا یہ کام آپ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ ﷺ سے اس پر انکار بھی منقول نہ ہو۔[3]

② تقریری حکمی: کسی صحابی کا قول کہ "ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایسا کہا کرتے تھے، یا ایسا کیا کرتے تھے۔" اور نبی کریم ﷺ سے اس کا خلاف بھی منقول نہ ہو۔[4]

تعلیمات اور بیانات سے اخذ شدہ نتائج اور کلمات ہوتے ہیں۔

[1] مثلاً: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: «قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِينَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ» [صحیح البخاری: ۱۳۰۰] (جب قراء صحابہ کو شہید کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک قنوت کی تھی)۔

[2] مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق منقول ہے: «أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى كُلِّ تَكْبِيرَةٍ مِنْ تَكْبِيرِ الْجِنَازَةِ» [صحیح۔ السنن الکبری للبیہقی: ۶۹۹۳] (آپ نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے) چونکہ صحابی کا عمل رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ماخوذ ہوتا ہے، اس لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کا ہی عمل تصور کیا جائے گا۔ اسی کو مرفوع فعلی حکمی کہا جاتا ہے۔

[3] جیسا کہ سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو نماز فجر کے بعد دو رکعات مزید پڑھتے دیکھا تو فرمایا: کیا فجر کی نماز چار رکعات ہے؟ اس صحابی نے عرض کیا: میں فرض سے پہلے والی دو رکعات نہیں پڑھ سکا تھا، اس لیے میں نے انھیں اب ادا کیا ہے۔ «فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ [صحیح۔ سنن أبي داود: ۱۲۶۷]

[4] مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كُنَّا نَقُولُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الموقوف: جو اثر کسی صحابی کی طرف منسوب ہو۔[1]

صحابی: وہ شخص ہے جس نے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر وفات پائی ہو۔ تمام صحابہ ائمہ سنت کے نزدیک صاحب عدالت ہیں۔

المقطوع: جو اثر تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب ہو۔[2]

تابعی: وہ شخص ہے جس نے بحالتِ اسلام کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تتبع بالاحسان ہو اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو۔

تبع تابعین: وہ شخص ہے جس نے بحالتِ اسلام کسی تابعی سے ملاقات کی ہو اور انہی کے طریقہ مسلوکہ کا تتبع ہو اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو۔

المسند: جس مرفوع حدیث کی سند ظاہراً متصل ہو۔[1] بعض محدثین مطلق

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ» [سنن أبي داود: ۴۶۲۷] اور دوسری حدیث میں بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کا کہنا ہے: «كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ» [سنن ابن ماجة: ۳۳۰۱، صحيح۔ سنن الدارمي: ۲۱۷۱، اسنادہ جید]

[1] مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے «عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ حَيْضَةٌ» [صحیح، سنن أبي داود: ۲۲۳۰] (خلع والی خاتون کی عدت ایک حیض ہے)۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے: «أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ» [حسن، سنن أبي داود: ۲۳۷۸] (آپ رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں سرمہ لگا لیا کرتے تھے) موقوف روایات مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن أبي شيبة وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں۔

[2] مثلاً: امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ، تابعی ہیں؛ وہ فرماتے ہیں «الْمُعْتَكِفُ لَا يَبِيعُ وَلَا يَبْتَاعُ» [مصنف عبدالرزاق: ۸۰۷۲] (یعنی: اعتکاف بیٹھا ہوا شخص خرید و فروخت نہیں کر سکتا)۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تبع تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں: «وَالْقَلَنْسُوَةُ بِمَنْزِلَةِ الْعِمَامَةِ» [مصنف عبدالرزاق: ۵۴۵۷] (ٹوپی؛ پگڑی کے قائم مقام ہے) مقطوع روایات کے بڑے مصادر تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن أبي حاتم، تفسیر ابن المنذر، مصنف ابن أبي شيبة اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرفوع کو بھی کہتے ہیں[۲] اور بعض محدثین صرف متصل کو کہتے ہیں، خواہ مرفوع ہو یا مقطوع اور موقوف۔

☆☆☆

---

[۱] یعنی جس حدیث کی سند کا ہر راوی اپنے سے اوپر والے راوی کا شاگرد ہو۔ مثلاً: حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ» [صحیح البخاری:۱۷] (امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالولید نے حدیث بیان کی، انھوں نے فرمایا کہ ہمیں شعبہ نے بیان کی، انھوں نے فرمایا کہ مجھے عبداللہ بن عبداللہ بن جبر نے بیان کیا، انھوں نے فرمایا: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی نشانی: انصار کی محبت ہے اور نفاق کی نشانی: انصار سے بغض ہے)

[۲] اس سے مراد یہ ہے کہ جس حدیث کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو، اسے مسند کہہ دیتے ہیں۔ یعنی: جس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عمل بیان کیا گیا ہو، اسے مسند ہی کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً: امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ البَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ» [صحیح البخاری: ۶۷۸۳] اس حدیث کی سند کا ہر راوی اپنے سے اوپر والے راوی کا شاگرد ہے اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی تقسیم مقبول اور غیر مقبول (یا المردود) کے اعتبار سے

المقبول: جس حدیث پر ائمہ سُنت کے نزدیک عمل واجب ہو۔[1]

غیر المقبول یا المردود:

جس حدیث کے بیان کرنے والے کا صدق راجح نہ ہو۔[2]

☆☆☆

---

[1] یعنی جس روایت کو ائمہ کرام اور محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہو اور اس کے منافی و معارض کوئی دوسری حدیث نہ ہو۔ اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ایسی حدیث کو مقبول کہتے ہیں۔

[2] یعنی جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جو جھوٹا ہو اور حدیث بیان کرنے میں غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لیتا ہو۔ ایسی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ مثلاً: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک روایت بیان کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ»

[ضعیف جدا۔ سنن ابن ماجۃ: ۱۱۲۹] (نبی کریم ﷺ نماز جمعہ سے قبل چار رکعات پڑھا کرتے تھے اور ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے، یعنی ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھتے تھے)۔ اس حدیث کے راویوں میں مبشر بن عبید کذاب یعنی جھوٹا راوی ہے۔ اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقبول کی اقسام

المقبول کی چار قسمیں ہیں:

① الصحیح لذاته ② الحسن لذاته

③ الصحیح لغیره ④ الحسن لغیره

الصحیح لذاته: جس حدیث کے تمام رُواۃ صاحبِ عدالت اور تامّ الضبط ہوں، سند متصل ہو۔ معلول اور شاذ بھی نہ ہو۔[1]

الصحیح لذاتہ کی ضمنی ابحاث اور اس کی متفرق اصطلاحات

العدالہ: وہ ملکہ جو انسان کو تقویٰ (محارم سے اجتناب) اور مروّت (رذائل سے اجتناب) کی ملازمت (یقینی اہتمام) کا شوق دلائے۔

الضبط: دو قسم پر ہے:

① **ضبط الکتاب:** کتاب سے احادیث بیان کرے تو کتاب لکھنے اور شیخ کے اصل سے مقابلہ اور تصحیح کر لینے کے بعد اپنے پاس محفوظ رکھے اور ہر قسم کے تغیّر سے بچائے۔

② **ضبط الصدر:** جو کچھ سنے اسے سینہ میں محفوظ رکھے اور ہر وقت اس کے استحضار پر

---

[1] اس کی مثال کے لیے یہ حدیث لی جاسکتی ہے: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تُقْبَلُ صَلاَةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ» [صحیح البخاری: ۱۳۵] (بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کر لے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قادر ہو۔

مراتب الصحیح: کتب احادیث کے لحاظ سے صحیح کے (مندرجہ ذیل) سات مرتبے ہیں۔

① متفق علیہ: وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں درج کیا ہو۔ دوسرے محدثین اس حدیث کی روایت میں ان کے شریک ہوں یا نہ۔[1]

② افراد بخاری: وہ احادیث جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہو اور امام مسلم رحمہ اللہ ان کی روایت میں امام بخاری کے شریک نہ ہوں۔[2]

③ افراد مسلم: وہ احادیث جنہیں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ ان کی روایت میں امام مسلم رحمہ اللہ کے شریک نہ ہوں۔[3]

---

[1] مثلاً: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ... » [صحیح البخاری: ۱۳۷۹، صحیح مسلم: ۶۵۔ (۲۸۶۶)] (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص فوت ہو جاتا ہے اسے صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے)

[2] اس کی مثال یہ حدیث ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّمَا سُمِّيَ الخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ، فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ» [صحیح البخاری: ۳۴۰۲] (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سیدنا خضر علیہ السلام کا نام اس وجہ سے تھا کہ وہ ایک خشک زمین پر بیٹھے تھے لیکن جب وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی تھی) یہ روایت صرف صحیح البخاری میں ہے صحیح مسلم میں مذکور نہیں۔

[3] اس کی مثال یہ حدیث ہے۔ عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی متفقہ شروط صحت سے متصف ہوں۔[1]

⑤ وہ احادیث جن میں امام بخاری رحمہ اللہ کی شروط صحت پائی جائیں۔[2]

⑥ وہ احادیث جن میں امام مسلم رحمہ اللہ کی شروط صحت پائی جائیں۔[3]

سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ» [صحیح مسلم: ۷۳-(۲۹۹۹)] (سیدنا صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کا ہر معاملہ اس کی بھلائی کا ہے۔ اور یہ سعادت مومن کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ اسے خوشی اور خوش حالی ملے تو یہ شکر کرتا ہے۔ اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو یہ صبر کرتا ہے۔ اس میں بھی اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے)

[1] اس کی مثال یہ حدیث ہے: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: مَنْهُومٌ فِي عِلْمٍ لَا يَشْبَعُ، وَمَنْهُومٌ فِي دُنْيَا لَا يَشْبَعُ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ. [المستدرک للحاکم: ۳۱۲] (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو طرح کے حریص لوگ کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک وہ جو علم کا حریص ہے وہ سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک وہ جو دنیا کا حریص ہے وہ بھی سیر نہیں ہوتا)۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ہے لیکن ان کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اسے بیان کرنے کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: یہ حدیث شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

[2] اس کی مثال یہ حدیث ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ أَذَّنَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ سِتُّونَ حَسَنَةً، وَبِإِقَامَتِهِ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ. [المستدرک للحاکم: ۷۳۶] (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بارہ سال تک اذان کہی اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور اس کی اذان کے بدلے ہر مرتبہ ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں) اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

[3] اس کی مثال یہ حدیث ہے: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ وہ احادیث جن میں دوسرے محدثین رحمہم اللہ کی شروط صحت پائی جائیں۔[1]

نوٹ: کسی امام کی شروط صحت سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی سند کے رُواۃ وہی ہوں جن سے اس امام نے اپنی کتاب میں بطور احتجاج روایات اخذ کی ہوں اور ساتھ ہی جس قدر دوسری شرطیں صحتِ حدیث کے لیے ملحوظ رکھی ہوں وہ بھی اس حدیث میں پائی جائیں۔

اصحّ الاسانید: جس سند کو کسی ایک محدث نے یا کئی محدثین نے تمام اسانید کی نسبت زیادہ صحیح کہا ہو۔ جیسا کہ مالك عن ابن شهاب عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہم۔[2]

أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَحْدَهُ، فَقَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ. [المستدرک للحاکم: ۷۵۷] (سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: کیا کوئی شخص اس بندے پر صدقہ کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز (باجماعت) پڑھے۔ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: یہ حدیث امام مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے۔

[1] اس کی مثال یہ حدیث ہے: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقِيمُوا حُدُودَ اللهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ، وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ» [سنن ابن ماجہ: ۲۵۴۰] (سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود اپنے قریبی اور دور کے تعلق داروں؛ سب پر قائم کرو۔ کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت تمھیں روکنے نہ پائے)۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ نے اس روایت کے متعلق فرمایا ہے: هَذَا إِسْنَاد صَحِيح على شرط ابْن حبَّان (یہ سند امام ابن حبان کی شروط کے مطابق صحیح ہے)۔ [مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه: ج۳، ص۱۰۳] یعنی یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم دونوں کی شروط کے بجائے، کسی دیگر محدث یعنی: امام ابن حبان رحمہ اللہ کی شروط پر ہے۔

[2] مالک عن ابن شہاب عن سالم عن ابن عمر کی سند کے ساتھ مروی احادیث میں ایک حدیث یہ ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ...» [صحیح البخاری:۷۳۵] (رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کندھوں کے برابر رفع الیدین کیا کرتے تھے۔۔۔)

امام اسحاق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک یہ سند اصح الاسانید ہے: الزهري، عن سالم، عن أبيه (عبدالله بن عمر)۔[مقدمۃ ابن الصلاح، ص،۱۵] اس سند کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ: «مَنْ جَاءَ إِلَى الجُمُعَةِ، فَلْيَغْتَسِلْ» [صحیح البخاری:۹۱۹] (نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے لیے آنا چاہے، وہ غسل کرلے)

راجح قول کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک: مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر۔ اصح الاسانید ہے۔[مقدمۃ ابن الصلاح، ص،۱۶۔ المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، لابی نعیم اصبہانی: ج،۱، ص، ۵۶، حدیث،۵۶] اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے: مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: الَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ العَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ۔[صحیح البخاری:۵۵۲۔ موطا امام مالک، کتاب وقوت الصلاۃ، باب جامع الوقوت، حدیث، ۲۱] (امام مالک نے نافع سے، انھوں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نماز عصر چھوٹ گئی، گویا اس کا گھرانہ اور جائیداد سب تباہ ہو گیا)۔

امام سلیمان بن حرب، امام علی بن المدینی، امام نسائی اور امام عمرو بن علی الفلاس رحمہم اللہ نے اس سند کو اصح الاسانید قرار دیا ہے: أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ۔[الكفاية في علم الرواية، خطيب بغدادي: ص، ۳۹۷. مجموعة رسائل في علوم الحديث، للنسائي: ص، ٦٧. مقدمة ابن الصلاح، ص، ۱۵] اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: ذَكَرَ الخَوَارِجَ فَقَالَ: «فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ اليَدِ، أَوْ مُودَنُ اليَدِ، أَوْ مَثْدُونُ اليَدِ» ، لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ، قَالَ قُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِي، وَرَبِّ الكَعْبَةِ، إِي، وَرَبِّ الكَعْبَةِ، إِي، وَرَبِّ الكَعْبَةِ.[صحیح مسلم:۱۵۵۔(۱۰۶۶)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض محدثین نے: (عبداللہ بن عون، عن مُحَمَّد بْن سِيرِينَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ) کو بھی اصح الاسانید کہا ہے۔ [مقدمۃ ابن الصلاح، ص،۱۶] اس سند سے مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ... [السنن الکبری، للنسائی: ج،۸، ص، ۲۶۶، حدیث، ۹۱۲۷] (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی چلانے کے باعث ہاتھوں میں زخم آجانے کا ذکر، مجھ سے کیا۔۔۔۔)

ابو منصور عبد القاہر رحمہ اللہ کے نزدیک (الشَّافِعِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ) بھی اصح الاسانید ہے۔ [مقدمۃ ابن الصلاح، ص،۱۶]

اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّافِعِيُّ، عَنْ مَالِك، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْحُمَّى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ۔ [صحیح ابن حبان: ۶۰۶۷] (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخار جہنم کی تپش کے باعث ہوتا ہے، لہٰذا اسے پانی سے بجھایا کرو)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے بقول: (الْأَعْمَش عَن إِبْرَاهِيم عَن عَلْقَمَة عَن عبد الله) بھی اصح الاسانید ہے۔ [الاقتراح في بيان الاصطلاح، لابن دقیق العید: ص،۶۰] اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا....[صحیح البخاری: ۱۱۹۹] (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور ہم آپ کو سلام کہتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے تو ہم نے آپ کو (دوران نماز) سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا)

امام نسائی رحمہ اللہ نے [مجموعة رسائل في علوم الحديث: ص،۶۷، میں] اصح الاسانید میں مزید تین اسناد ذکر فرمائی ہیں، جو مع مثال حسب ذیل ہیں:

۱- (الزُّهْرِيِّ عَن عَلِيّ بن حُسَيْن عَن أَبِيه الْحُسَيْن عَن عَلِيّ بن أبي طَالب عَن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمہور محدثین کے نزدیک کسی ایک سند کے متعلق علی الاطلاق ایسا حکم لگانا مناسب نہیں ہے۔ البتہ جن اسانید کے متعلق ایسا کہا گیا ہے وہ مجموعی طور پر دوسری اسانید سے اصح بھی سمجھی جائیں گی۔

المُحْتَفّ بالقرائن: جس حدیث میں صحتِ سند کے ساتھ ساتھ مزید خارجی قرائن پائے جائیں جو اس حدیث کی صحت پر مزید اطمینان کا باعث ہوں۔ جیسے حدیث مسلسل بالائمہ یا منقول باصح الاسانید جب کہ اسے تعدد

رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم) اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ" [المعجم الاوسط، للطبرانی: ج،۸، ص،۲۰۲، حدیث، ۸۴۰۲] (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے مسلمان ہونے کا حسن یہ ہے کہ وہ فضول کاموں کو ترک کر دے)

۲- (الزهْرِيّ عَن عبيد اللهِ بن عبد الله بن عتبَة بن مَسْعُود عَن ابْن عَبَّاس عَن عمر عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم) اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ، فَقَالَ: "إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ۔ [سنن ابی داود: ۴۴۱۸] (سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے)

۳- (مَنْصُور عَن إِبْرَاهِيم عَن علقَمَة عَن عبد الله بن مَسْعُود عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم) اس سند کے ساتھ مروی احادیث میں سے ایک یہ ہے: عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ، فَنَزَلَتْ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾۔ [صحیح البخاری: ۴۹۳۱] (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، کہ آپ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرق حاصل ہو۔[1]

[1] یعنی اگر کوئی حدیث اصح الاسانید کے ساتھ مروی ہو اور اس کی اسناد بھی زیادہ ہوں۔ تو وہ مختف بالقرائن یعنی: دیگر اسباب کے ساتھ بھی مزید تقویت لینے والی حدیث قرار پاتی ہے۔ اس کی مثال یہ حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ»۔

یہ حدیث اصح الاسانید سے مروی ہے۔ دیکھئے: مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيهِ وَسَلَّم قَالَ: الَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ۔ [صحیح البخاری: ۵۵۲۔ سنن ابی داود: ۴۱۴۔ سنن النسائی: ۵۱۲۔ موطأ امام مالک، کتاب وقوت الصلاۃ، باب جامع الوقوت، حدیث: ۲۱] (امام مالک نے نافع سے، انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نماز عصر چھوٹ گئی، گویا اس کا گھرانہ اور جائیداد: سب تباہ ہو گیا)

اس حدیث کی مذکورہ بالا سند کے علاوہ بھی اسناد ہیں۔ یعنی: اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ سیدنا نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو روایت کرنے والے بھی ایک سے زائد ہیں: جن میں آپ کا صاحب زادہ سالم بن عبداللہ، اور دو شاگرد: نافع اور عراک بن مالک شامل ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سند کے مختلف طرق کی مثالیں یہ ہیں:

نافع عن عبداللہ بن عمر کی مثالیں:

(۱) حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: نَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ» [مسند ابن الجعد: ۳۰۱۵]

(۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ فَاتَهُ الْعَصْرُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [مسند احمد: ۵۱۶۱. مختصر الأحكام مستخرج الطوسي على جامع الترمذي: ۲۶- (۱۵۸)]

(۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنِي صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [مسند أبي يعلى الموصلي: ۵۸۰۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٤)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ عُبَيْدِ ابْنِ مُخَارِقٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [مسند أبي يعلى الموصلي: ٥٨٢٤]

سالم عن ابن عمر کی مثالیں:

(١) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [صحيح مسلم: ٢٠١ـ (٦٢٦)]

(٢) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [سنن ابن ماجة: ٦٨٥، سنن الدارمي: ١٢٦٦]

عراک عن ابن عمر کی مثال:

قَالَ عِرَاكٌ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [شعب الايمان، للبيهقي: ٢٥٨٦]

سیدنا نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی اسناد:

(١)أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الدِّيلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [مسند الشافعي:ص، ٢٨]

(٢)أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحسن لذاتہ: جس حدیث میں صحیح کی تمام شرائط موجود ہوں، صرف اس کے راوی کا ضبط خفیف ہو۔[1]

الصحیح لغیرہ: وہ حسن لذاتہ حدیث جسے کثرت طُرق حاصل ہو۔[2]

الحسن لغیرہ: جو حدیث صفاتِ رد و قبول کے متعارض ہونے کے باعث واجب التوقف تھی لیکن کسی خاص قسم کے خارجی قرینہ نے اس کی جانب قبول کو ترجیح دے دی ہو۔[3]

فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» [سنن النسائی: ٤٧٨، ٤٧٩]

[1] اس کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ، مِنْ قَرْنِ الشَّعْرِ كُلِّ نَاحِيَةٍ، لِمُنْصَبِّ الشَّعْرِ، لَا يُحَرِّكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ» [سنن أبي داود: ١٢٨] اس حدیث کی سند میں ابن عجلان (یعنی: محمد بن عجلان) راوی ثقہ و صدوق تو ہے لیکن اس کا حافظہ خفیف و کمزور ہے۔ اسی لیے یہ روایت اس سند کے ساتھ حسن ہے۔ [صحیح ابو داؤد، للألبانی: ١١٩]

[2] اس کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: «أُمَّكَ»، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ»، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ» [مسند احمد بن حنبل: ٢٠٠٦٠، (طبع مؤسسۃ الرسالۃ): ٢٠٠٤٨] اس حدیث کی سند میں بہز بن حکیم کمزور حافظے والا راوی ہے۔ اس لیے یہ سند حسن ہے۔ چونکہ اس حدیث کی مزید اسناد بھی موجود ہیں۔ اس لیے اس حدیث کو حسن کی بجائے صحیح لغیرہ کہا جائے گا۔ یاد رکھیے جس سند پر حسن کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرا حکم بھی لگایا گیا ہو، مثلاً حسن صحیح، حسن غریب وغیرہ کہا گیا ہو تو ایسی سند سے مروی حدیث کو مزید اسناد کی بنا پر صحیح لغیرہ نہیں کہا جائے گا۔ یہ اصطلاح صرف اسی حدیث کے متعلق استعمال کی جائے گی جس کی سند حسن ہوگی۔ [وضاحت کے لیے دیکھیے: نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، حافظ ابن حجر: ص، ٧٨]

[3] اس کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مقبول یا مردود کی اقسام

حدیث کے غیر مقبول یا مردود ہونے کا سبب یا احادیث کا آپس میں تعارض ہوگا یا نقل کی خرابی۔

التعارض: دو احادیث کا مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے کے منافی ہونا اور ان کی آپس کی منافات کے رفع کے لیے کسی وجہ کا نہ مل سکنا۔[1]

ایسی دو احادیث کے متعلق محدثین کا طرز عمل جو سرسری نظر میں متعارض معلوم ہوں

جمع بین الاحادیث: ان دونوں احادیث سے ایسا مفہوم مراد لینا جس سے وہ ایک

الحجاج، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ» [سنن الترمذی:۵۵۱] اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی مزید سند کی طرف اشارہ کر کے، اس سے مروی حدیث بھی متصل بعد بیان کی ہے۔ مذکورہ سند میں عطیہ العوفی سے روایت کرنے والا راوی: حجاج بن ارطاۃ صدوق ہے لیکن کثیر الخطا اور مدلس ہے۔ البتہ متہم بالکذب نہیں ہے۔ اور جس سند کی طرف امام ترمذی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس میں عطیہ سے روایت کرنے والا راوی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہے۔ جس پر حافظے کے متعلق تو کلام موجود ہے لیکن جلیل القدر فقیہ ہے۔ کذاب نہیں ہے۔ اس لیے امام ترمذی نے ان دونوں اسناد والی حدیثوں کو حسن کہا ہے کیونکہ وہ دونوں ایک دوسری کو تقویت دے رہی ہیں۔ اور قابل عمل احادیث میں شمار ہوتی ہیں۔

[1] حقیقت یہ ہے کہ پورے مجموعہ احادیث میں دو ایسی احادیث نہیں ہیں جن کی اسناد بالکل صحیح ہوں اور وہ متن و مفہوم میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں اور ان میں تطبیق ممکن نہ ہو۔ جیسا کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو ایسی دو حدیثیں مل جائیں تو میرے پاس لے آؤ، میں اسے حل کر دوں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے مخالف نہ رہیں۔ اس صورت میں دونوں احادیث کو "مختلف الحدیث" کہتے ہیں۔[1]

النسخ: نص نبوی یا تصریح صحابی یا تاریخ کے ذریعہ معلوم کرنا کہ ان میں سے کون سی حدیث پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی۔ (اور اس میں سے) متقدم کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ کہتے ہیں۔[2]

---

[1] اس کی مثال یہ ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا خباب بن ارت تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا» [صحیح مسلم:۹۱۶] (یعنی: نماز ظہر کی ادائیگی میں گرمی کی شدت کے باعث پیش آنے والی مشکل کے متعلق ہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا، تو آپ نے ہمیں رخصت نہ دی) دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ» [صحیح البخاری:۵۳۵] (یعنی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ کے باعث ہے) اول وقت میں نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے جبکہ آخر وقت میں نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رخصت ہے۔ اس لیے پہلی حدیث میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی تاکید ہے جبکہ دوسری حدیث میں گرمی کے باعث نماز نسبتاً آخر وقت میں ادا کرنے کی رخصت بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا ان احادیث کے بظاہر تعارض کو جمع کرنا ممکن ہے۔

[2] نص نبوی کے ذریعے نسخ معلوم ہونے کی مثال، وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ» (میں نے تمھیں تین دن سے زیادہ گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا، البتہ اب تم اسے جب تک چاہو ذخیرہ کر سکتے ہو) [صحیح مسلم:۹۷۷]

صحابی کی تصریح سے معلوم ہونے کی مثال: ایک حدیث میں مذکور ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ» (جس چیز کو آگ نے چھوا، اسے کھانے پر وضو کرنا ہوگا) [سنن الترمذی:۷۹] لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا، جس کی صراحت صحابی نے کی ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: «كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ» (آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التر جیح: وجوہ ترجیحات کے ذریعے راجح اور مرجوح معلوم کرنا۔[1]

ان تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہ رہے تو پھر تعارض ہوگا اور اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک حقیقت حال منکشف نہ ہو جائے عمل سے توقف کریں۔

المحکم: جس حدیث کے معارض کوئی دوسری حدیث نہ ہو، یعنی تعارض کا مقابل نوع۔[2]

نقل کی خرابی: اگر عدم قبول کا سبب نقل کی خرابی ہو تو اسے "الضعیف" کہتے ہیں۔

آخری حکم وضو نہ کرنے کا تھا)[سنن أبي داؤد: ۱۹۲]

تاریخ کے ذریعے معلوم کرنے کی مثال: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ» (حجامہ کرنے اور کروانے والے؛ دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے)[سنن أبي داؤد: ۲۳۶۷] جبکہ دوسری حدیث میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: «احْتَجَمَ وَ هُوَ صَائِمٌ» (رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں حجامہ کروایا تھا) [صحیح البخاری: ۱۹۳۸] چونکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر تھے، اور انھوں نے حجۃ الوداع کے احوال میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجامہ لگوایا تھا۔ اس لیے حجۃ الوداع کے موقع کا عمل تاریخ کے اعتبار سے بعد میں ہے اس لیے حجامہ لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کا تصور منسوخ ہو گیا۔

[1] بظاہر متعارض لیکن صحیح احادیث میں ترجیح کے بعض عوامل و صورتیں علما نے بیان کی ہیں۔ مثلاً: ایک حدیث صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں ہو اور دوسری حدیث سنن اربعہ میں سے کسی کتاب میں مذکور ہو تو بخاری و مسلم کی حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر دو مخالف مفہوم والی صحیح احادیث میں سے ایک کی سند حجازی اور دوسری کی سند شامی یا عراقی ہو تو حجازی سند والی حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔ اسی طرح کسی واقعہ سے متعلق دو مختلف مفہوم پیش کرنے والی صحیح احادیث میں سے صاحب واقعہ کی بیان کردہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

[2] کتب احادیث میں اس نوعیت کی بے شمار احادیث موجود ہیں۔ مثلاً: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ» (بغیر وضو، نماز قبول نہیں ہوتی، اور ناجائز کمائی سے صدقہ قبول نہیں ہوتا)[صحیح مسلم: ۲۲۴] اس کے معارض کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الضعیف: جس حدیث میں نہ تو صحیح کے شرائط جمع ہو سکیں اور نہ ہی حسن کے۔[1]

حدیث اگر عدم اتصال سند کے باعث ضعیف ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

① ظاہری انقطاع ② مخفی انقطاع

ضعیف کی اقسام ظاہری انقطاع کی رو سے

المُعلَّق: جس حدیث میں انقطاع شروع سند میں ہو اور مؤلف کے تصرف کی بناء پر ہو، خواہ جملہ رواۃ محذوف ہوں یا بعض۔[2]

---

[1] اس کی مثال یہ روایت ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلَّى قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَخْبَرَةَ، عَنْ سَخْبَرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ طَلَبَ العِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى» [سنن الترمذی: ۲۶۴۸] امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے: هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الإِسْنَادِ۔

[2] مراد یہ ہے کہ اختصار کے پیش نظر مؤلف نے اپنے استاذ سے لے کر اوپر تک بعض راویوں یا مکمل سند کو حذف کر کے حدیث بیان کی ہو۔ اس انداز پر کتب مرتب کرنے والے مؤلفین نے عموماً، صحابی کے نام سے قبل تمام راویوں کو حذف کر دیا ہے۔ اور صحابی کا نام، رسول اللہ ﷺ کا نام گرامی اور حدیث کا متن تحریر کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابو محمد حسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تالیف: مصابیح السنۃ میں احادیث جمع کی ہیں۔ مثلاً: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نصلي عَلَيْكَ؟ ....الخ۔ [مصابیح السنۃ: ۶۲۵] مصابیح السنۃ میں اضافہ کر کے امام محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح مرتب کی؛ اس میں بھی یہی انداز اپنایا۔ اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب بلوغ المرام میں بھی اختصار کے پیش نظر احادیث کی اسناد کو حذف کر دیا ہے۔

مکمل سند کو حذف کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ صحابی کا نام بھی ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ رسول اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المُرسَل: جس حدیث میں انقطاع سند کے آخر میں ہو۔[1]

ﷺ کا نام مبارک اور حدیث کا متن ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس کی مثالیں مصابیح السنۃ میں ہی موجود ہیں، مثلاً: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَ رُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ» [مصابیح السنۃ، حدیث:۶۲۷] اس حدیث کی سند اس طرح حذف کی گئی ہے کہ صحابی کا نام بھی ذکر نہیں کیا گیا۔

اختصار کے پیش نظر اسناد حذف کر کے احادیث کو ذکر کرنے میں ایک انداز علامہ علی بن حسام الدین المتقی الہندی رحمہ اللہ نے "کنز العمال" میں اپنایا ہے، جس میں انھوں نے حدیث کی مکمل سند اس طرح حذف کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نام بھی ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف متن ہی بیان کیا ہے۔ مثلاً: «ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُولًا» [کنز العمال، حدیث:۹] یہ حدیث سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر بیان فرمائی ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں (۳۴ نمبر پر) مذکور ہے۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے بے شمار احادیث کے ابواب میں بعض متون کو سند کے بغیر بیان کیا ہے، جنھیں تعلیقات بخاری کہا جاتا ہے۔

جن ائمہ و علما نے اسناد کو حذف کر کے احادیث نقل کی ہیں، انھوں نے ان احادیث کا حوالہ بھی نقل کیا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان احادیث پر صحت و ضعف کا حکم لگانے کے لیے ان کے اصل مصدر میں ان کی اسناد دیکھی جائیں گی۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کردہ معلق روایات (تعلیقات بخاری) تمام صحیح ہیں۔

[1] یعنی تابعی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کا واسطہ حذف ہو۔ عموماً تابعی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صحابی کا واسطہ ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات وہ تابعی کسی دوسرے تابعی کے واسطے سے صحابی سے روایت کر رہا ہوتا ہے۔ اس طرح تابعی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دو واسطے بن جاتے ہیں۔ مرسل حدیث کو ضعیف کی اقسام میں اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث تابعی نے کسی دوسرے تابعی سے روایت کی ہے لیکن اس کا نام حذف کر دیا ہے تو اس محذوف تابعی کے ضعیف ہونے کی صورت میں وہ حدیث ضعیف قرار پائے گی۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ حدیث تابعی نے کسی دوسرے تابعی سے سنی ہے یا کسی صحابی سے؛ تو ایسی صورت میں بھی وہ حدیث ضعیف قرار پائے گی۔

البتہ اگر معروف ہو کہ یہ تابعی صرف صحابہ کا نام حذف کرتا ہے، یعنی اس کے اور رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المُعْضَل: جس حدیث کی سند کے وسط میں دو یا دو سے زیادہ راوی ایک ہی جگہ سے محذوف ہوں۔[1]

المنقطع: جس حدیث کی سند میں ایک راوی محذوف ہو یا ایک سے زیادہ راوی محذوف ہوں لیکن مختلف مقامات سے۔ بعض اوقات مُرسَل اور مُعضَل کو بھی منقطع کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی منقطع

کے درمیان یقیناً صحابی کا ہی واسطہ ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں وہ حدیث صحیح قرار پائے گی، بشرطیکہ اس تابعی سمیت نیچے تک تمام راوی ثقہ ہوں۔ دراصل صحابی کا نام ذکر نہ ہونے سے حدیث ضعیف نہیں ہوتی، کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں۔ مرسل احادیث تقریباً تمام کتب احادیث میں ہوتی ہیں۔ البتہ بعض ائمہ نے مرسل احادیث کو مراسیل کے نام سے الگ حیثیت میں بھی مرتب کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی کتاب "المراسیل" معروف ہے۔ مرسل کی ایک قسم مرسل الصحابی بھی ہے، یعنی کوئی صحابی، نبی کریم ﷺ کے متعلق کوئی بات، واقعہ یا آپ ﷺ کا ارشاد روایت کرے، جبکہ اس کے متعلق یقینی معلوم ہو کہ اس صحابی نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے اپنی کم سنی یا قبول اسلام میں تاخیر کے باعث نہیں سنی۔ مثلاً: "عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ..." [صحیح البخاری: ۳] اس حدیث میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی کے نزول سے متعلق بیان کر رہی ہیں۔ جبکہ نزول وحی کی ابتدا کے زمانہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔ یہ بھی واضح نہیں ہے کہ انھوں نے یہ واقعہ کس سے سنا۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل کہلائے گی اور اسے مرسل الصحابی کہا جائے گا۔

[1] . معضل کی مثال یہ حدیث ہے: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قال: قال رسول الله ﷺ: سيد الفوارس أبو موسى. [الطبقات الکبری، لابن سعد (طبعۃ دار الکتب العلمیۃ): ۴/ ۸۰] اس حدیث میں نعیم بن یحیی التمیمی اتباع تابعین میں سے ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے روایت کر رہا ہے، جبکہ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تابعی اور صحابی کا نام محذوف ہے۔ چونکہ یہ دونوں واسطے (دونوں نام) ایک ہی جگہ سے محذوف ہیں اس لیے یہ سند معضل ہے۔ اور نعیم بن یحیی کے متعلق جرح و تعدیل بھی معلوم نہیں اس لیے یہ سند ضعیف قرار پائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو بھی مرسل کہہ دیتے ہیں۔[1]

ضعیف کی اقسام مخفی الانقطاع کی رُو سے

المدلّس: جس حدیث کا راوی مدلّس ہو۔[2]

---

[1] ایک راوی محذوف ہونے کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا عُمَر بن الخطاب، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبد اللَّهِ بْنُ صَالِح، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِح، عَن ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَن أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزِينٍ. [مسند البزار:۴۱۵۰] اس حدیث کی سند میں ضمرہ بن حبیب اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی وفات میں ایک صدی کا فاصلہ ہے۔ [سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ:۴۸۳]

ایک سند میں دو مقامات پر انقطاع کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ، فَإِذَا هُوَ بِالبَقِيعِ، فَقَالَ: «أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ» [سنن الترمذی:۷۳۹] اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ کا یحیی بن ابی کثیر سے اور یحیی بن ابی کثیر کا عروہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ لہذا ان دو مقامات پر انقطاع ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حدیث سندا ضعیف ہے۔

[2] مثلاً: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، وَكَانَ ثِقَةً، وَكَانَ الْحَكَمُ يَأْخُذُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَتَوَضَّئُوا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ، وَتَوَضَّئُوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ» [سنن ابن ماجۃ:۴۹۶] اس کی سند میں عبد اللہ بن عبد اللہ سے روایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التدلیس: کسی راوی کا اپنے کسی ایسے معاصر سے روایت کرنا جس سے اس کا لقاء یا سماع معروف ہو لیکن روایت مذکورہ اس سے نہیں سن سکا اور روایت بھی ایسے لفظوں سے کرے جو مُوہِم سماع ہوں جیسے، عَن. قال۔ ذکر وغیرہ اور ایسے راوی کو مدلِّس کہتے ہیں۔[1]

کرنے والا راوی: حجاج بن ارطاۃ، ضعیف اور مدلس ہے۔ اس کی تدلیس اور ضعف کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

[1] موہم سماع سے مراد حدیث سننے کا وہم پیدا کرنے والے الفاظ ہیں۔ اس کی دو نوعیتیں ہیں: پہلی نوعیت یہ ہے کہ راوی ایسے محدث سے روایت کرے جس سے راوی کی ملاقات تو ہو لیکن وہ حدیث اس سے نہ سنی ہو، مگر راوی ایسے الفاظ کے ساتھ روایت کرے جس سے یہ وہم پیدا ہو کہ شائد راوی نے اس محدث سے یہ حدیث سنی ہے۔ دوسری نوعیت یہ ہے کہ کوئی راوی ایسے محدث سے حدیث روایت کرے جس سے اس کی معاصرت تو ہو لیکن اس سے کبھی ملاقات نہ ہوئی ہو، مگر ایسے الفاظ کے ساتھ حدیث روایت کرے جن سے وہم پیدا ہو کہ شائد راوی کی اُس محدث سے ملاقات ہوئی ہے اور یہ حدیث بھی اس سے سنی ہے۔

ایسی صورت حال میں تدلیس کرنے والے راوی اور جس سے اس نے حدیث روایت کی ہے؛ ان کے درمیان ایک یا زیادہ واسطے ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ مدلس راوی عن، اور قال جیسے الفاظ کے ساتھ حدیث روایت کرتا ہے۔ "عن" کے ساتھ روایت کرنے کی مثال تو گذشتہ سطور میں "المدلس" کی مثال کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔ البتہ "قال" کے ساتھ حدیث روایت کرنے کی مثال یہ ہے: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْقَطَّانُ النَّيْسَابُورِيُّ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُوالطَّيِّبِ مُحَمَّدُ ابْنُ أَحْمَدَ الْكَرَابِيسِيُّ، ثنا إِبراهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فِي مَجْلِسِهِ فَقَالَ: الزُّهْرِيُّ، فَقِيلَ لَهُ: حَدَّثَكُمُ الزُّهْرِيُّ؟ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: الزُّهْرِيُّ، فَقِيلَ لَهُ: سَمِعْتَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ؟ فَقَالَ: لَا، لَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَلَا مِمَّنْ سَمِعَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ» [الكفاية في علم الرواية، للخطيب البغدادي: ص، ٣٥٩] یعنی: سفیان بن عیینہ نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: زہری نے فرمایا۔ سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حدیث آپ کو امام زہری نے بیان کی ہے؟ تو سفیان بن عیینہ خاموش رہے۔ انھوں نے بات کو جاری رکھتے ہوئے پھر امام زہری کا نام لیا تو ان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدلیس کی دو قسمیں ہیں:

① **عام تدلیس:** راوی کا اپنے شیخ کے معاملہ میں یہ طریق اختیار کرنا ایسے راوی کا اپنے شیخ سے عنعنہ مقبول نہیں ہے۔[1]

② **تدلیس التسویہ:** راوی کا صرف اپنے شیخ ہی کے بارہ میں تدلیس نہ کرنا بلکہ سند کے کسی بھی حصہ میں دو راویوں کے درمیان تدلیس کر دینا۔ ایسے راوی کی بیان کردہ سند کے کسی بھی حصہ کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا۔[2]

پوچھا گیا کہ کیا یہ حدیث آپ کو امام زہری نے بیان کی ہے؟ تو انھوں نے کہا: نہیں، یہ حدیث مجھے نہ ہی امام زہری نے بیان کی ہے اور نہ ہی امام زہری سے سننے والے کسی نے بیان کی ہے۔ بلکہ یہ حدیث مجھے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کی ہے، انھوں نے معمر بن راشد سے، انھوں نے امام زہری سے روایت کی ہے۔

اس مثال میں راوی (سفیان بن عیینہ) نے "قال" کے لفظ کے ساتھ حدیث روایت کی تھی، جس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ شائد انھوں نے امام زہری سے سنی ہے۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان دو واسطے تھے، جنھیں سفیان بن عیینہ نے ذکر نہیں کیا تھا۔

[1] مثلاً: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَفْدُنَا الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِ ثَقِيفٍ قَالَ: وَقَدِمُوا عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ، «فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا صَامُوا مَا بَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّهْرِ»[سنن ابن ماجۃ: ۱۷۶۰] اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے اور اپنے شیخ (عیسیٰ بن عبداللہ) سے "عن" کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔

[2] بعض قدیم علماء تدلیس تسویہ کو تجوید اور تحسین کہتے تھے۔ کیونکہ اس میں راوی کا مقصد، سند کو جید، اچھی اور صحیح ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں مجروح راوی کو ہی چھپایا جاتا ہے۔ یعنی: دو ثقہ راویوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المرسَل الخفي: جس حدیث کا راوی اپنے کسی ایسے معاصر سے روایت کرے جس سے اس کا لقاء یا عدم لقاء دونوں معلوم نہ ہوں۔[1]

درمیان اگر کوئی ضعیف و مجروح راوی ہو تو مدلس راوی اسے ساقط کر دیتا ہے۔ مثلاً: سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ»[سنن ابن ماجة:۲۰۴۵]

بظاہر یہ سند صحیح ہے کیونکہ نظر آنے والے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اسی لیے "التاج الجامع للأصول الخمسة" کے مؤلف نے اس سند کو صحیح قرار دے دیا۔ لیکن دراصل اس سند میں عطاء اور ابن عباس کے درمیان عبید بن عمیر کا نام ساقط ہے۔ جس کی وضاحت علامہ مزی رحمہ اللہ کی بیان کردہ سند سے ہوتی ہے۔ انھوں نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ نقل کیا ہے: "بشر بن بكر التنيسي عَن الْأَوْزَاعِيّ عَن عَطاء عبيد بن عُمَيْر عَن ابْن عَبَّاس"۔ عبید بن عمیر کا نام اس سند کو ثقہ راویوں پر مشتمل اور جید سند ظاہر کرنے کے لیے ساقط کیا گیا ہے۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ کے بقول عبید بن عمیر کا نام ساقط کر کے تدلیس تسویہ کا ارتکاب یقیناً اس سند کے راوی ولید بن مسلم نے کیا ہے۔ کیونکہ وہ تدلیس تسویہ میں مشہور ہے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجة، للبوصيري: ۱۲۶/۲۔ إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، ناصر الدين الألباني: حديث، ۸۲۔ تحفة الاشراف بمعرفة الاصحاب، لجمال الدين المزي: حديث، ۵۹۰۵] تدلیس تسویہ کو علوم حدیث اور اسماء الرجال کے ماہرین علماء ہی پہچان سکتے ہیں۔

[1] مرسل خفی کی صورت میں ارسال؛ سند کے کسی بھی طبقہ میں ہو سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُحِيلَ عَلَى مَلِيءٍ فَاتْبَعْهُ، وَلَا تَبِعْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ» [سنن الترمذي:۱۳۰۹] اس حدیث کی سند بظاہر متصل ہے۔ یونس بن عبید، امام نافع کا ہم عصر ہے۔ اسے نافع سے روایات سننے والوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا اقسام اس وقت تک غیر مقبول میں شامل ہیں جب تک انقطاع یا شبہ انقطاع باقی ہے۔ بصورت ثبوت اتصال مقبول ہوں گی۔

☆☆☆

میں ہی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن جلیل القدر ناقدین اہل علم کا کہنا ہے کہ اس نے نافع سے روایت نہیں سنی۔ امام ترمذی نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ میں نے اس روایت کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یونس بن عبید کا نافع سے سماع ثابت نہیں ہے۔ بلکہ وہ نافع کے بیٹے کے واسطے سے روایت کرتا ہے۔ یعنی اس کی روایت اس طرح ہے: يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ حَدِيثًا" [العلل الکبیر، للترمذی: ص، ۱۹۴]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیف کی اقسام نقصانِ عدالت کی رُو سے

الموضوع: جس حدیث کا راوی کذّاب ہو۔ اور کذّاب اس راوی کو کہتے ہیں جس سے حدیث نبوی میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو۔[1]

المتروك: جس حدیث کا راوی مُتّهم بالکذب ہو۔[2]

اور مُتّهم بالکذب اسے کہتے ہیں جس سے حدیث نبوی میں تو جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو لیکن عام گفتگو میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو یا ایسی حدیث کو وہی اکیلا بیان کرے جو اصولِ دین کے خلاف ہو۔

☆☆☆☆

---

[1] اس کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْسِبْطِرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ» [سنن ابن ماجة: ۱۳۱۶] یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کا راوی یوسف بن خالد کذاب ہے۔ یہ جھوٹی احادیث بنا کر بیان کیا کرتا تھا۔ [تفصیل کے لیے دیکھئے: تهذيب الكمال في أسماء الرجال، للمزي: ۳۲/ ۴۲۲]

[2] اس کی مثال یہ حدیث ہے: ثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ التَّمِيمِيُّ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ لُقْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْأَكْلُ فِي الْأَسْوَاقِ دناءة» [مسند عبد بن حمید: ۱۴۴۲] یہ حدیث متروک ہے، یعنی ضعیف و ناقابل حجت ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن الفرات، متہم بالکذب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیف کی اقسام عدم ضبط یا اوہام یا مخالفتِ رواۃ کی رُو سے

الشاذ: جس حدیث کا راوی خود تو ثقہ ہے لیکن کسی روایت میں اپنے سے اوثق یا اکثر رواۃ کی اس طرح مخالفت کرتا ہے کہ ان میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو، ایسے راوی کے مخالف کی روایت کو المحفوظ کہتے ہیں۔ اور اس کی اس مخالفت کو مخالفة الثقات کہتے ہیں۔[1]

المنکر: جس حدیث کا راوی ضعیف ہو اور ثقات کے خلاف روایت کرے، ایسے راوی کے مقابل کی روایت کو المعروف کہتے ہیں اور کبھی فاحش الغلط اور کثیر الغفلت راوی کی روایت کو بھی منکر کہہ دیتے ہیں۔[2]

---

[1] شاذ کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلَّمُ بِالحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ المِنْبَرِ» [سنن الترمذی: ۵۱۷] اس میں جریر بن حازم صدوق لیکن بعض اوقات وہم کا شکار ہو جانے والا راوی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث شاذ ہے۔ جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد یہ حدیث نقل کی ہے: حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الخَلَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ يُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ، يَقُومُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ القِبْلَةِ فَمَا يَزَالُ يُكَلِّمُهُ» اس میں جریر بن حازم کی جگہ معمر بن راشد ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو محفوظ قرار دیا ہے۔

[2] منکر کی مثال سنن ابوداود کی یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المعلول: جس حدیث کی سند ظاہراً صحیح اور متصل معلوم ہو لیکن اس میں کچھ مخفی امور (از قسم) اوہام واغلاطِ رواۃ وغیرہ کے آجائیں جن کی بنا پر حدیث صحیح نہ رہے۔ ایسے امور میں محدثین میں سے ماہر فن ہی گفتگو کر سکتے ہیں، جیسے امام بخاری، امام مسلم، امام ابو حاتم، امام ابو داؤد، امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ۔[1]

أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» [سنن أبي داؤد: ۲۰۲] امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» کے الفاظ والی حدیث منکر ہے۔ اسے صرف یزید ابو خالد الدّالانی نے قتادۃ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ اس حدیث کے ابتدائی الفاظ بہت سے محدثین نے روایت کیے ہیں، لیکن انھوں نے، فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» کے الفاظ بیان نہیں کیے۔ ان کی روایت اس مذکورہ متن والی حدیث (سنن ابی داؤد: ۲۰۲) کے مقابل معروف ہے۔

[1] معلول کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: " إِذَا حَدَّثْتُمْ عَنِّي حَدِيثًا تَعْرِفُونَهُ وَلَا تُنْكِرُونَهُ، فَصَدِّقُوا بِهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُمْ عَنِّي حَدِيثًا تُنْكِرُونَهُ، فَكَذِّبُوا بِهِ. [تاریخ بغداد: ۱۳/۳۲۶، حدیث، ۷۲۲۱] اس حدیث کی سند بظاہر متصل اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ جس کی وجہ سے ابو اسماعیل الہروی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں کوئی علت و خرابی نہیں ہے۔ [ذم الکلام و أهله، للهروی: ۴/۱۶۸] لیکن درحقیقت یہ حدیث معلوم ہے۔ اس کی علت ایسی ہے جسے کبار محدثین و ناقدین عُلَل بھانپ سکتے تھے۔ اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی علت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اس کی سند میں "ابو هریرہ" کا نام درست نہیں۔ ان کا نام ذکر کرنا وہم ہے۔ [التاریخ الکبیر، للبخاری: حدیث، ۱۵۸۵] اس کی درست سند اس طرح ہے: عن ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن النبي ﷺ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عِلَل خفیہ: وہ امور خفیہ جو حدیث کے ضعیف کا سبب بنیں۔[1]

المُدْرَج: وہ لفظ جو ظاہراً حدیث مرفوع کا حصہ معلوم ہو اور درحقیقت کلام نبوت سے نہ ہو۔[2]

المُضطَرَب: جس حدیث کے رواۃ اس کی اسناد یا سیاق متن میں ایک دوسرے کی مخالفت کریں اور وہ طُرُقِ مختلفہ صحت میں بھی برابر ہوں اور ان کے درمیان جمع بھی ممکن نہ ہو۔ تو پہلی کو مُضطَرَب السند اور دوسری کو مضطَرَب المتن کہتے ہیں۔[3]

---

[1] اس کی مثال سمجھنے کے لیے گذشتہ سطور میں "المعلول" کی مثال کافی ہے۔

[2] اس کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ» [سنن أبي داود: ۵۲۱۳] علامہ البانی رحمہ اللہ کے بقول، اس حدیث میں مذکور "وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ" کے الفاظ حدیث کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدرج ہیں۔

[3] مضطرب الاسناد کی مثال یہ حدیث ہے: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ثَوْرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ» - ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ قَالَ: «وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَؤُمَّ قَوْمًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ، وَلَا يَخْتَصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ» [سنن أبي داود: ۹۱] علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند مضطرب ہے۔ کیونکہ یہ حدیث کبھی سیدنا ابوہریرہ سے روایت کی گئی ہے اور کبھی اسے سیدنا ثوبان کی روایت قرار دیا گیا ہے۔ مزید آنکہ اس حدیث کو احمد بن عسل کی بجائے شعیب بن اسحاق نے بھی روایت کیا ہے اور اس نے ابی حی کا ذکر نہیں کیا۔ دیکھیے: "ثنا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المقلوب: جس حدیث کی تمام سند کسی دوسری حدیث کی سند سے یا مکمل متن کسی دوسری حدیث کے متن سے یا کوئی ایک لفظ خواہ سند کا ہو یا متن کا، کسی دوسرے لفظ سے بدل جائے۔[1]

الْخُضَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" [مستدرک حاکم:۵۹۸]

مضطرب المتن کی مثال یہ حدیث ہے: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ زَارَ قَبْرِي» أَوْ قَالَ: «مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا..." [مسند أبي داود الطيالسي: ۶۵] اس حدیث کے متن کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے مضطرب قرار دیا ہے۔ [دفاع عن الحدیث النبوی: ص،۱۰۶]

[1] حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَبِيرَةَ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ فِي بَنِي سَلِمَةَ ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ، فَكَانَ إِذَا دَعَا أَحَدًا مِنْهُمْ بِاسْمٍ مِنْ تِلْكَ الْأَسْمَاءِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هَذَا: قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾. [مسند أحمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ):۱۸۲۸۸] اس حدیث کی سند میں صحابی کا نام مقلوب ہو گیا ہے۔ ان کا درست نام: ضحاک بن ابی جبیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ اسی طرح ایک حدیث کی سند میں ہے: حدَّثنا محمدُ بنُ يحيى الحِنَّائيُّ، ثنا عُبيدُاللهِ بنُ معاذ، ثنا أبي، ثنا أبو يونس، عن سماكٍ، قال: سمعتُ النعمانَ بنَ بَشيرٍ يَخطُبُ- وهو على الكوفةِ..." [المعجم الکبیر، للطبرانی: ۲۱/۱۰۷، حدیث: ۱۱۸] اس حدیث کی سند میں محمد بن یحیی الحنائی؛ کا نام مقلوب ہو گیا ہے، کیونکہ ان کا اصل نام: یحیی بن محمد ہے۔ بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا ظاہر کر دیا گیا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں مقلوب سند کی مثال ہیں۔

مقلوب متن کی مثال یہ حدیث ہے: ایک حدیث مبارکہ میں ہے: عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ» [مسند احمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ): ۱۸۴۹۴] جبکہ دوسری حدیث میں ہے: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «زَيِّنُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ» [مصنف عبد الرزاق:۴۱۷۶] شعبہ کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المُصَحَّف: جس حدیث کا کوئی لفظ خواہ متن کا ہو یا سند کا، کسی ایسے لفظ سے بدل جائے جو صورت خطی میں تو پہلے لفظ سے ملتا جلتا ہو لیکن تلفظ میں اس سے مختلف ہو۔ جیسے شریح، سریج۔[1]

ہیں کہ مجھے ایوب نے یہ الفاظ بیان کرنے سے منع کیا تھا: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ»۔ یہ مقلوب اور الٹ پلٹ کیے ہوئے الفاظ ہیں۔ صحیح الفاظ وہی ہیں جو مصنف عبد الرزاق میں بیان ہوئے ہیں۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: مسند احمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ): حواشی، حدیث ۱۸۴۹۴]

[1] سند میں تصحیف کی مثال: "حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ مُرَاجِمٍ، مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عُثْمَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْجَمَّاءَ لَتُقَصُّ مِنَ الْقَرْنَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» [مسند احمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ): ۵۳۰] یہی حدیث علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کی ہے لیکن اس میں عوام بن مراجم کا نام تصحیف کے باعث عوام بن مزاحم آیا ہے۔ سند و حدیث اس طرح ہے: "حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ مُزَاحِمٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ - عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْجَمَّاءَ لَتَقْتَصُّ مِنَ الْقَرْنَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» [المقصد العلی فی زوائد أبی یعلی الموصلی: ۴/۴۴۰، حدیث: ۱۸۹۹] مذکورہ راوی کے نام میں تصحیف کا ذکر، امام ابن صلاح رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ [مقدمۃ ابن الصلاح: ۲۷۹]

متن میں تصحیف کی مثال، اس طویل حدیث کے متن کے آخری الفاظ سے لی جا سکتی ہے جسے امام مسلم اور امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔ سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے قتادہ سے، انھوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روز قیامت اہل ایمان کو آگ سے نکالنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیان کرتے ہوئے) فرمایا: .... أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً۔ [صحیح مسلم: ۱۹۳۔ سنن الترمذی: ۲۵۹۳] جبکہ یہی روایت قتادہ سے شعبہ بن حجاج نے بھی روایت کی ہے، لیکن انھوں نے "ذَرَّةً" کی بجائے: "ذُرَةً" (یعنی: "ر" پر شد کے بغیر) ذکر کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المُحَرَّف: جس حدیث کا کوئی لفظ کسی ایسے الفاظ سے بدل جائے جس کی عام طور پر شکل وصورت پہلے لفظ سے ملتی جلتی ہو لیکن ایک یا دو حرفوں کا اختلاف ہو۔ جیسے حفص اور جعفر یا سعید اور شعبہ۔[1]

اسباب الطعن

وہ اسباب جن کی بناپر کسی راوی کی حدیث ضعیف بن جاتی ہے، دس ہیں:

① الکَذِب ② تُهمةُ الکَذِب ③ فُحشِ الغَلَط ④ شدّةُ الغفله
⑤ الفِسق ⑥ الوَهم ⑦ مخالَفَة الثقات ⑧ الجَهاله ⑨ البِدعه
⑩ سُوء الحِفظ.

الکَذِب: اس کی تعریف الموضوع کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

---

[1] سند میں تحریف کی مثال یہ ہے: عَنِ الأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ مُهَاصِرِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَطَّلِعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ...» [کتاب السنۃ، لابن ابی عاصم: حدیث، ۵۱۱] اس سند میں مُهَاصِرِ بْنِ حَبِيبٍ، کو اصل نسخہ میں مہاجر بن حبیب لکھا گیا تھا، جو کہ تحریف ہے۔

متن میں تحریف کی مثال وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ: "نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الضَّالَّةُ، وَعَنِ الْحِلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ» [مسند احمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ): ۶۶۷۶۔ صحیح ابن خزیمۃ: ۱۳۰۴] اس حدیث میں "حِلَقْ" یعنی: حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔ جبکہ کسی راوی سے اس لفظ کی ادائیگی میں تحریف ہو گئی اور اس نے "حَلْق" (یعنی سر کے بال منڈوانے سے منع کیا) بیان کر دیا۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے ایک استاذ محترم نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث (حَلْق، کے لفظ کے ساتھ) سنی تھی تو میں چالیس سال تک نماز جمعہ سے پہلے سر منڈوانے سے گریز کرتا رہا۔ [اصلاح الأخطاء الحدیثیۃ، للخطابی (طبعۃ: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت): ص، ۲۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُهمةُ الكَذِب: اس کی تعریف المتروك کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

فُحشُ الغَلَط: راوی کی غلطیوں کا اصابت سے زیادہ ہونا۔

شدّةُ الغفلة: روایت کے سننے اور سنانے میں غفلت سے کام لینا۔

الفِسق: فسق خواہ قولی ہو یا فعلی۔[1]

الوَهم: روایت بیان کرتے وقت اوہام میں مبتلا ہونا۔[2]

مُخالَفَةُ الثقات: جب کوئی راوی کسی حدیث کے بیان کرنے میں ثِقات کا شریک ہو تو عام طور پر ان کا موافق نہ رہ سکے۔[3]

الجَهالة: کسی راوی کی ذات یا اس کے حالات متعلقہ جرح وتعدیل کا معلوم نہ ہونا۔ صاحبِ جہالہ کی تین قسمیں ہیں:

① **المُبْهم:** جس راوی کا نام ونسب ذکر نہ کیا گیا ہو جیسے أخبرني الثقة۔[4]

---

[1] مثلاً: یزید بن سنان بن یزید التمیمی کے متعلق امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شدید غفلت کا شکار تھا۔ اس لیے اس کی حدیث لکھی جائے گی مگر اس سے دلیل نہیں لی جائے گی۔ [تہذیب الکمال: ۳۲/ ۱۵۷]

[2] جیسا کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں سند میں ابو معاویہ کو وہم ہو گیا۔ اور سند میں نام غلط ذکر کر دیا۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ بْنِ المُصْطَلِقِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ القِيَامَةِ» [سنن الترمذی: ۶۳۵] امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند اس طرح درست ہے: عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ.... [سنن الترمذی: ۶۳۶]

[3] اسماعیل بن ابی اسحاق، عموماً ثقہ راویوں کے برعکس (مخالف) روایت کرتا تھا۔ اسی لیے وہ ضعیف اور ناقابل حجت راوی تھا۔ [الضعفاء والمتروکین، لابن الجوزی: ۱/ ۱۱۶]

[4] حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، أَخْبَرَنِي الثِّقَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② **مجهول العین:** جس سے روایت لینے والا صرف ایک ہی شخص ہو۔[1]

③ **مجهول الحال:** جس سے روایت لینے والے تو کئی ہوں مگر اس کے بارہ میں جرح وتعدیل معلوم نہ ہو۔ اسے "مستور" بھی کہتے ہیں۔[2]

البدعة: راوی کا اس چیز کے خلاف اعتقاد رکھنا جو نبی کریم ﷺ سے ثابت اور متوارث ہو۔ اور یہ مخالفت بطریق عناد بھی نہ ہو۔

مبتدع راوی کی روایت جمہور محدثین حسب ذیل شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں:

① مذکور راوی میں اس بدعت کے علاوہ اور کوئی صفت موجبِ رد نہ ہو۔ ② بدعت کا داعی نہ ہو۔ ③ جس روایت کے بیان کرنے میں وہ متفرد ہے اس کے بدعی عقیدہ کی مؤید نہ ہو۔

سُوءُ الحِفظ: راوی کی قوت حافظہ کا خراب ہونا۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

① **سُوءُ الحِفظ اصلی:** جو فطری ہو۔ ایسے راوی کی کوئی بھی روایت جس کے بیان کرنے میں وہ منفرد ہو مقبول نہیں۔[3]

الْعُرْبَانِ» [مسند احمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ): ۲۳۶۷۶] اس سند میں ثقہ سے مراد کون ہے؟ یہ معلوم نہیں، اس لیے اس کی جہالت یعنی: مجہول ہونے کے باعث یہ سند ضعیف ہے۔

[1] اس کی مثال یہ ہے: عمیر بن اسحاق، مجہول العین راوی ہے۔ کیونکہ اس نام سے صرف ایک ہی راوی ہے۔ اور محدثین کے ہاں مجہول العین راوی جس روایت کو بیان کرنے میں تنہا ہو، اس کی تائید صحیح سند کے ساتھ موجود نہ ہو تو اس کی روایت مردود و ناقابل حجت ہوتی ہے۔ [نزهة النظر شرح نخبة الفكر، ص ۵۰، مبحث مجهول العين في "منهج النقد في علوم الحديث": ۸۱، ۸۲]

[2] مثلاً: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ مَوْلَى الثَّعْلَبِيِّينَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ، وَقَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِغَائِطٍ أَوْ بِبَوْلٍ» [سنن ابن ماجة: ۳۱۹] اس حدیث کی سند میں ابوزید، مجہول الحال راوی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے۔

[3] جیسا کہ محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى بہت زیادہ خراب حافظے والا راوی تھا۔ یادداشت (حافظہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) سُوءُ الحِفظ طارئ: جو کسی حادثہ یا بڑھاپے کے سبب سے عارض ہو۔ اسے اختلاط کہتے ہیں اور ایسے راوی کو مختلِط۔ ایسے راوی کی وہ روایت جو اختلاط کے بعد کی ہو غیر مقبول ہے۔ یا جس روایت کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی۔[۱]

کمزور ہونے میں معروف تھا۔ متعدد ناقدین عُلما نے اس پر اسی کے باعث شدید جرح کی ہے۔ [تفصیل دیکھیے: تھذیب الکمال، للمزی: ۲۵/ ۶۲۴]

[۱] مختلط راوی کی وہ روایت جو اختلاط کے بعد کی ہو، وہ قابل قبول نہیں ہوگی، مثلاً: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِي بِأَنَّهُ مَقْبُوضٌ فِي تِلْكَ السَّنَةِ» [مسند احمد بن حنبل (طبعۃ الرسالۃ): ۳/ ۱۸۷۳] اس روایت کے راوی: عطا (ابن السائب) کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اور محمد بن فضیل نے اس کا حافظہ بگڑنے کے بعد اس سے روایت کی ہے۔

وہ روایت بھی قابل قبول نہیں ہوگی جس کے متعلق معلوم نہ ہو سکے کہ وہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی۔ مثلاً: "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَأَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: «اجْعَلُوا حِجَّتَكُمْ، عُمْرَةً»..." [سنن ابن ماجۃ: ۲۹۸۲] یہ روایت ابو بکر بن عیاش نے ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ) سے روایت کی ہے۔ بڑھاپے کے باعث ابو اسحاق کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اور اس روایت کے متعلق وضاحت نہیں مل سکی کہ ابو بکر بن عیاش نے یہ روایت ابو اسحاق سے اس کا حافظہ بگڑنے سے پہلے سنی تھی یا بعد میں، اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجرح والتعدیل

الجرح: کسی راوی کی وہ کمزوریاں بیان کرنا جو اس کی روایت کے رد کا موجب ہو سکیں۔

جرح قبول کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں:

① جرح کرنے والا جرح کے اسباب کا عالم، دیانت دار اور منصف ہو۔

② جرح مُفَسَّر ہو۔ یعنی جرح کا سبب واضح کیا گیا ہو، جیسے کاذب، سیئ الحفظ وغیرہ۔ جس جرح میں سبب نہ بیان کیا جائے اسے جرح مبہم کہتے ہیں۔[1]

اگر یہ دونوں شرطیں یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو وہ جرح مردود ہے۔ مگر جس شخص کے بارہ میں کسی قسم کی تعدیل نہ مل سکے، تو اس کے حق میں ایسی جرح کے اِہمال سے اِعمال بہتر ہے، ورنہ ایسا راوی ویسے ہی جہالت کی وجہ سے مردود الروایہ ہے۔

التعدیل: کسی راوی کی وہ صفات بیان کرنا جن کی بنا پر اس کی روایت مقبول بن سکے اسے التوثیق بھی کہتے ہیں۔ تعدیل کے قابل قبول ہونے کے لیے معدِّل کا اسبابِ جرح و تعدیل کا عالم، دیانت دار اور منصف ہونا شرط ہے۔

جب جرح مقبول اور تعدیل مقبول متعارض ہو جائیں تو اکثر ائمہ کے نزدیک جرح مقدم ہے۔

---

[1] جیسا کہ عبد العزیز بن محمد الدراوردی کے متعلق امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبد العزیز الدراوردی سیئ الحفظ فربما حدث من حفظه الشئ فیخطئ. (عبد العزیز بن محمد الدراوردی سیئ الحفظ تھے، اسی لیے جب وہ زبانی روایت بیان کرتے تھے تو غلطی کر جاتے تھے) [الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم: ۵/۳۹۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراتب الجرح: شدت اور نرمی کے اعتبار سے جرح کے کئی مراتب ہیں۔ سب سے سخت جرح وہ ہے جو اسم تفضیل کے صیغہ سے یا ایسے لفظ سے آئے جو اسم تفضیل کا معنی ادا کر سکے۔ جیسے أكذب الناس، إليه المنتهى فى الوضع، هو ركن الكذب وغيره۔ پھر وہ جرح جو مبالغہ کے صیغوں کے ساتھ ہو جیسے دجّالٌ۔ وضّاعٌ۔ كذّابٌ وغیرہ۔ اور سب سے کم درجہ کی جرح وہ ہے جو ایسے الفاظ سے ہو جن سے معمولی کمزوری کا اظہار ہو۔ جیسے لیّن، سيّئ الحفظ، فيه ادنى مقال۔ اور ان مراتب کے درمیان اور بھی کئی مراتب ہیں جن کی تفصیل مطولات میں ہے۔[1]

مراتب التعدیل: تعدیل کا سب سے اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جو اسم تفضیل اور مبالغہ کے صیغوں کے ساتھ ہو۔ جیسے أوثق الناس۔ أثبت الناس۔ إليه المنتهى فى التثبت وغيره۔ پھر وہ جس میں

---

[1] وهب بن وهب أبو البختری القرشی القاضی، کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اکذب الناس قرار دیا ہے۔ [الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم: ۹/۳۶]

محمد بن تمیم الفاریابی السعدی کو ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ نے كذّاب وَضّاع راوی قرار دیا ہے۔ [الضعفاء لأبی نعیم: ص، ۱۴۵] احمد بن الحسن بن ابان المصری کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے کذاب دجال، راوی قرار دیا ہے۔ [میزان الاعتدال: ۱/۹۰] کتب جرح وتعدیل میں ناقدین محدثین نے مجروح راویوں کے مراتب جرح کے اعتبار سے جرح کے مختلف الفاظ وتراکیب کا استعمال کیا ہے۔ بعض الفاظ کی طرف مؤلف نے اشارہ کیا ہے۔ البتہ مزید الفاظ جرح میں سے چند یہ بھی ہیں: جبل فى الكذب، منبع الكذب، معدن الكذب، واه، حديثه منكر، ذاهب الحديث، رُدِّحديثه، رمى بالكذب، ضعيف الحديث، ضعيف جدا، طرحوا حديثه، غير ثقة، غير معتمد، لا يحتج به، متروك، متهم بالكذب، متهم بالوضع، مردود الحديث، مطروح الحديث وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات قبول کو مکرر ذکر کیا گیا ہو جیسے ثقة ثقة. ثبت ثبت. ثقة حافظ وغیرہ۔ اور سب سے کمزور تعدیل وہ ہے جو ادنیٰ مراتب جرح کے قریب ہو۔ جیسے شیخ. یُروٰی حدیثه. یُعتبر به وغیرہ۔ اور اس میں بھی کئی درمیانی مراتب ہیں۔[1]

التابع والشاهد والاعتبار

التابع: وہ راوی جو کسی ایسے راوی کے موافق روایت کرے جس کے متعلق تفرد کا گمان کیا گیا تھا بشرطیکہ ان دونوں کی روایت ایک ہی صحابی سے ہو اور اس موافقت کو متابعت کہتے ہیں۔ متابعت کی دو قسمیں ہیں:

① **متابعت تامہ:** موافقت کرنے والا دوسرے راوی کے شیخ ہی سے روایت کرے۔[2]

---

[1] عامر بن عبد اللہ بن الزبیر کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے "أوثق الناس" اور اسماعیل بن سالم کو "ثقة ثقة" قرار دیا ہے۔ [العلل و معرفة الرجال، لامام احمد: ۲/۴۹۵] راویوں کی تعدیل و توثیق بیان کرنے کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ و تراکیب میں سے چند یہ بھی ہیں: اضبط الناس، ثبت، حافظ، حجة، ثقة، جید الحدیث، صالح الحدیث، عدل ضابط، لا احد اثبت منه، لا اعرف له نظیرا فی الدنیا اور ما اعلم به بأسا... وغیرہ۔

[2] متابعت تامہ کی مثال: اگر حماد بن سلمہ نے کوئی حدیث اپنے استاذ ایوب سے روایت کی ہے اور اس کی سند اس طرح ہے: "عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..." ۔ اور اس حدیث کو حماد بن سلمہ کے علاوہ بھی کسی راوی نے ایوب سے بعینہ اسی سند (یعنی: ... عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...") کے ساتھ روایت کیا ہو، اور وہ راوی ثقہ ہو تو اس صورت میں دوسرے ثقہ راوی کی بیان کردہ حدیث حماد بن سلمہ کی حدیث کے لیے متابعت تامہ کا درجہ رکھتی ہے۔ یعنی یہ حدیث حماد بن سلمہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) متابعت قاصرہ: موافقت کرنے والا دوسرے راوی کے شیخ سے نہیں بلکہ اوپر کے کسی راوی سے روایت کرے۔[۱]

الشاھد: اگر کسی حدیث پر غرابت کا گمان کیا گیا ہو اور کسی دوسرے صحابی سے اس کے موافق روایت مل جائے تو اس دوسری روایت کو شاھد کہتے ہیں۔[۲]

بعض علماء متابعت کا اطلاق موافقتِ لفظی پر کرتے ہیں خواہ دوسرے صحابی سے ہی

حدیث کی مکمل متابعت اور موافقت کر رہی ہے۔

[۱] متابعت قاصرہ کی مثال: اگر حماد بن سلمہ نے کوئی حدیث اپنے استاذ ایوب سے اور ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی ہے اور اس کی سند اس طرح ہے: "عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..." ۔اور اس حدیث کی دیگر سند بھی مل جائے جس میں حماد بن سلمہ نے اپنے استاذ ایوب کے علاوہ کسی دوسرے استاذ سے اس حدیث کو روایت کیا ہو، البتہ باقی سند اسی طرح (یعنی: حَمَّاد بن سَلَمَة عَن ..... عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...") ہی ہو، تو یہ روایت حماد کی ایوب سے بیان کردہ روایت کے لیے متابعت کا فائدہ تو دے گی لیکن اس میں بذات خود حماد کی بجائے اس کے استاذ کی متابعت پائی جاتی ہے، اس لیے یہ روایت حماد کے لیے متابعت میں نسبتاً کم درجہ ہوگی۔ اس متابعت کو متابعت قاصرہ کہیں گے۔

نوٹ: متابعت تامہ ہو یا قاصرہ! ان میں حدیث کو بیان کرنے والا صحابی ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہماری بیان کی گئی مثال میں ایک روایت کی سند میں حماد بن سلمہ ہے اور اسی حدیث کی دوسری سند میں حماد بن سلمہ کی بجائے کوئی دوسرا ثقہ راوی ہے۔ اور اسی طرح دوسری صورت یہ تھی کہ اس حدیث کی ایک سند میں حماد بن سلمہ کا استاذ ایوب ہے جبکہ اسی حدیث کی دوسری سند میں ایوب کی بجائے کوئی دوسرا ثقہ استاذ ہے، لیکن ہر دو صورتوں میں صحابی ایک ہی یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

[۲] اگر ایک حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو اس کے متن کے الفاظ و مفہوم کے موافق کوئی دوسری حدیث بھی مل جائے جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ مثلاً سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہو تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے شاہد کا درجہ رکھے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو۔ اور شاھد کا اطلاق موافقت معنوی پر کرتے ہیں خواہ ایک ہی صحابی سے کیوں نہ ہو۔

الاعتبار: کسی حدیث کے لیے کتب حدیث سے متابع اور شاھد تلاش کرنا۔[1]

العالی والنازل

اگر ایک حدیث کی دو سندوں میں سے ایک سند کے واسطے دوسری سند کی نسبت کم ہوں تو کم واسطوں والی سند کو العالی اور زیادہ واسطوں والی کو النازل کہتے ہیں۔

اگر یہ کمی بیشی رسول اکرم ﷺ کی نسبت سے ہو تو اسے علو و نزول مطلق کہتے ہیں۔ اور اگر کسی صاحب تصنیف یا صاحب صفات عالیہ امام کی نسبت سے ہو تو اسے علو و نزول نسبی کہتے ہیں۔[2]

---

[1] اعتبار کی مثال: ایک حدیث "حَمَّاد بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..." کی سند سے مروی ہے۔ اور اس حدیث کو بیان کرنے میں حماد کی متابعت کسی دوسرے راوی نے نہیں کی۔ یعنی، اس حدیث کو ایوب سے صرف حماد بن سلمہ نے ہی روایت کیا ہے۔ پھر آپ تلاش کریں کہ اس حدیث کو ابن سیرین سے ایوب کے علاوہ کسی دوسرے ثقہ راوی نے روایت کیا ہے؟ اگر یہ بھی نہ ملے تو غور کیجئے کہ اس حدیث کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن سیرین کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے روایت کیا ہے؟ اگر ایسا بھی نہیں ہے تو پھر غور کریں کہ اس حدیث کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی نے بیان کیا ہے؟ ایسی تحقیق و جستجو کو اعتبار کہا جاتا ہے۔

[2] عالی اور نازل اسناد کی مثال یہ حدیث ہے: امام بخاری فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، ح وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟...[صحیح البخاری:۵۹]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علوّ کی ضمنی اصطلاحات

الموافقہ: کسی مصنف کی روایت کو اس کے شیخ سے مصنف کے واسطہ سے نہیں بلکہ دوسرے طریق سے لینا۔[1]

اس حدیث کی دو اسناد ہیں، جیسا کہ مذکورہ سند سے ظاہر ہے، یعنی: فلیح کے بعد "ح" سے مراد ہے کہ یہاں تک اس حدیث کی ایک دیگر سند بھی ہے، اور اسی راوی (فلیح) سے آگے دونوں اسناد ایک جیسی ہیں۔ اگر دونوں اسناد کو الگ الگ ذکر کیا جائے تو اس طرح بنتی ہیں: پہلی سند: "امام بخاری فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:..." دوسری سند: "امام بخاری فرماتے ہیں: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:..." دونوں اسناد پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پہلی سند میں امام بخاری رحمہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ اور دوسری سند میں چھے واسطے ہیں۔ اس اعتبار سے اس حدیث کی پہلی سند علو مطلق اور دوسری سند نزول مطلق کی سند کہلائے گی۔ اسی طرح اگر امام بخاری سے فلیح بن سلیمان تک دیکھیں تو پہلی سند میں امام بخاری اور فلیح کے درمیان ایک واسطہ اور دوسری سند میں دو واسطے ہیں۔ لہذا پہلی علو نسبی اور دوسری نزول نسبی کی سند کہلائے گی۔

[1] موافقت، عالی اسناد کی ایک قسم ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس سند کے ساتھ بیان کی ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «كِتَابُ اللَّهِ القِصَاصُ»[صحیح البخاری: ۴۴۹۹] اس حدیث کو اگر امام بخاری کے طریق کی بجائے، ان کے استاذ محمد بن عبد اللہ الانصاری کے اس طریق سے لیا جائے: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، ثنا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ... كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ»[حدیث محمد بن عبد اللہ الانصاری: ۲۰] تو یہ امام بخاری کے استاذ میں عالی سند (یعنی امام بخاری کی نسبت ایک واسطہ کم والی سند) کے ساتھ موافقت ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البدل: مصنف کی کسی روایت کو اس کے استاد کے شیخ سے لینا۔[1]

المساواۃ: کسی مصنف کی بیان کردہ روایت کو دوسری ایسی سند سے روایت کرنا جس کے واسطوں کی گنتی مصنف کی سند کے برابر ہو۔[2]

المصافحۃ: کسی مصنف کی بیان کردہ روایت کو دوسری سند سے بیان کرنا جس کے واسطوں کی گنتی مصنف کے شاگرد کے واسطوں کے برابر ہو۔[3]

---

[1] یعنی: کسی حدیث کا کوئی ایسا طریق مل جائے جس میں روایت کا سلسلہ مصنف اور اس کے استاذ سے آگے جا کر ملے۔ مثلاً: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ...» [صحیح البخاری: ۷۲۲] یہ حدیث امام بخاری نے اپنے استاذ عبداللہ بن محمد سے روایت کی ہے اور انھوں نے امام عبدالرزاق بن ہمام سے روایت کی ہے۔ اگر یہی حدیث امام بخاری کی سند کی بجائے امام بخاری کے شیخ الشیخ (استاذ کے استاذ) سے لی جائے تو اس عالی سند (یعنی: بخاری کی نسبت کم واسطوں والی سند) کو بدل کہا جائے گا۔

[2] مساوات کی مثال اس حدیث سے لی جاسکتی ہے: امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» [مصنف ابن أبي شيبة: ۲۶۲۳۸] یہ حدیث امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چار واسطوں والی سند کے ساتھ بیان کی ہے۔ اور یہی حدیث ابن ابی شیبہ کے تلمیذ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اپنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چار واسطوں والی سند کے ساتھ بیان کی ہے۔ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ - حَسِبْتُهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا - فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» [سنن ابن ماجة: ۳۲] لہٰذا امام ابن ماجہ اس حدیث کو بیان کرنے میں اپنے استاذ کے ساتھ مساوی ہو گئے ہیں۔ اسی صورت کو مساوات کہا جاتا ہے۔

[3] مصافحہ کی مثال اس حدیث سے لی جاسکتی ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقسام تحمل الحدیث

السماع من لفظ الشیخ:

حدیث استاد کے منہ سے سننا۔[1]

حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلِي، وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا، فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْلاَ مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ۔ [صحیح البخاری: ۳۵۳۴] یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسی سند کے ساتھ بیان کی ہے جس میں امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چار واسطے ہیں، یعنی امام بخاری سے صحیح البخاری کو روایت کرنے والے شاگرد محمد بن یوسف فربری رحمہ اللہ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ واسطے ہیں۔ اور یہی حدیث امام بخاری کے شاگرد محمد بن یوسف فربری کے واسطوں کی تعداد کے برابر واسطوں والی سند کے ساتھ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی بیان کی ہے: امام نسائی فرماتے ہیں: "أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ..." [السنن الکبری للنسائی: ۱۱۳۵۸] اس سند میں امام نسائی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ واسطے ہیں، یعنی صحیح البخاری میں مصنف (امام بخاری) کے شاگرد کے واسطوں کے برابر ہیں۔ یعنی محمد بن یوسف فربری اور امام نسائی ہم منصب ہو گئے۔ گویا امام نسائی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ سے مصافحہ کیا ہو۔ اسی صورت کو مصافحہ کہتے ہیں۔

[1] مثلاً: صحیح البخاری کی ایک حدیث کی سند میں ہے: "...عَنْ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..." [صحیح البخاری: ۹۸] اس سند میں ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ میں نے عطا بن ابی رباح کو بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے ہوئے سنا...۔

اسی طرح ایک سند میں ہے: "...وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القراءة على الشيخ:
شاگرد کا استاد کے سامنے حدیث پڑھنا۔[۱]

الإجازة: شیخ کا اپنے شاگرد کو اپنی کل یا بعض مرویات روایت کرنے کی اجازت دینا۔[۲]

المكاتبة: شیخ کا اپنے تلمیذ کی طرف حدیث لکھ کر بھیجنا۔[۳]

المُنَاوَلة: شیخ کا اپنے شاگرد کو کتاب دینا۔[۴]

يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ..." [صحیح البخاری:۲۵] یعنی: واقد بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا...."

[۱] اس کی مثال اس سند میں ہے: "...حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،..." [صحیح البخاری:۱۳۲۵] اس سند میں عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ مالک بن ابی ذئب کے سامنے حدیث پڑھی....."

[۲] مثلاً: ایک حدیث کی سند اس طرح ہے: "حَدَّثَنَا ابْنُ مُفَرِّجٍ، إِجَازَةً قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، إِجَازَةً قَالَ: نا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الخَالِقِ البَزَّارُ..." [مسند البزار:۲/۹۹، حدیث:۴۴۹] یعنی: امام بزار فرماتے ہیں: ہمیں ابن مفرج نے اجازت کی صورت میں حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: ہمیں ایوب نے اجازت کے ساتھ روایت بیان کی...."

[۳] مثلاً: صحیح البخاری کی ایک حدیث کی سند اس طرح ہے: "حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي» [صحیح البخاری:۶۳۷] اس سند میں ہشام کہتے ہیں کہ یحیی بن ابی کثیر نے میری طرف لکھ کر بھیجا کہ عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد محترم کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..."

[۴] مناولہ کی صورت میں راوی اس طرح روایت کرتا ہے، جس طرح حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسي نے روایت کیا ہے کہ "أخبرنا الحسن بن أحمد أبو محمد السمرقندي مناولة..."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الوِجادۃ: شیخ کے خط سے لکھی ہوئی حدیث پالینا۔

الإعلام: محدث کا کسی کو بتانا کہ فلاں کتاب یا فلاں روایت میری مرویات سے ہے۔

الوصیۃ بالکتاب: محدث کا بوقت موت یا سفر اپنی کتابوں کے متعلق کسی شخص کے لیے وصیت کر جانا۔

آخری چاروں صورتوں میں روایت کے لیے اجازت شرط ہے۔

الإجازۃ العامۃ: محدث کا مُجازلہٗ کی تعیین کے بغیر حدیث کی اجازت دینا۔ مثلاً کہہ دے کہ میں نے ان تمام لوگوں کو روایت کی اجازت دی جو میری زندگی میں پیدا ہوئے۔ یا میں نے فلاں ملک کے لوگوں کو روایت کی اجازت دی۔ یا میں نے فلاں شہر کے لوگوں کو روایت کی اجازت دی۔ یا میں نے ان تمام لوگوں کو اجازت دی جو فلاں شخص کی نسل سے پیدا ہوں گے۔ وغیرہ

جمہور محدثین اس کو توسیع غیر مرضیّ (یعنی ناپسندیدہ) سمجھتے ہیں۔

صِیَغُ الاداء

حدیث روایت کرنے کے آٹھ مرتبے ہیں۔

① سمعتُ اور حدثنی ② أخبرنی اور قرأتُ علیه ③ قُرِءَ علیه وأنا أسمع ④ أنبأنی ⑤ ناولنی ⑥ شافهنی یعنی بالإجازۃ ⑦ کَتَبَ إلیّ بالإجازۃ ⑧ عَنْ اور ایسے تمام صیغے جو سماع اور عدم سماع دونوں کے محتمل ہیں۔

ہمیں حسن بن احمد ابو محمد سمرقندی نے مناولہ کی صورت میں بیان کیا...." [سؤالات الترمذي للبخاري حول أحاديث في جامع الترمذي، المؤلف: یوسف بن محمد الدّخیل: ۱/۱۵۴]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحات متفرقہ

مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ: محدث کسی وقت ایک حدیث بیان کرتا ہے پھر وہ روایت اور اس روایت کا بیان کرنا اس کے ذہن سے اتر جاتا ہے۔ اس حد تک کہ جو لوگ اس سے سن چکے تھے ان کے یاد دلانے پر بھی وہ روایت اسے یاد نہیں آتی۔[1]

ایسے محدث سے وہی روایت کرنے والے اگر ثقات ہوں تو وہ روایت مقبول ہے۔

المزید فی متصل الأسانید:

وہ راوی جو کسی سند میں دو راویوں کے درمیان بڑھا دیا جائے حالانکہ سند اس کے بغیر ہی متصل ہو۔[2]

---

[1] اس کی مثال اس حدیث سے لی جاسکتی ہے جسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ»[سنن أبي داود: ٣٦١٠] اس حدیث کے راوی عبدالعزیز الدراوردی کہتے ہیں کہ سہیل بن ابی صالح سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اس حدیث کے بارے میں ذکر کیا تو وہ اس سے لاعلم تھے۔ میں نے انھیں بتایا کہ ربیعہ بن عبدالرحمن آپ ہی کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد سہیل اس طرح اس حدیث کو بیان کیا کرتے تھے: "أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَنِّي حَدَّثْتُهُ إِيَّاهُ وَلَا أَحْفَظُهُ" یعنی: میرے ہاں ثقہ راوی؛ ربیعہ نے مجھے بتایا کہ میں نے انھیں یہ حدیث بیان کی تھی، جبکہ میں تو اسے بھول چکا تھا۔

[2] مثلاً: ایک حدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس سند کے ساتھ روایت کی ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ طَلَاقٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا عَتَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا بَيْعَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ»[مسند احمد بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت الأقران: ایک راوی کا روایت کے متعلقہ امور (سن ملاقات مشائخ وغیرہ) میں اپنے برابر کے راوی سے روایت لینا۔[1]

المُدَبَّج: مذکورہ بالا صورت میں دونوں راویوں کا ایک دوسرے سے روایت لینا۔[2]

حنبل (طبعۃ الرسالۃ): ۶۷۶۹] یہی حدیث امام نسائی رحمہ اللہ نے اس سند کے ساتھ بیان کی ہے: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ - قَالَ عُثْمَانُ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ -، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ» [سنن النسائی: ۴۶۱۲] یہاں مسند احمد کی سند کے راویوں میں "ابورَجاء محمدؒ بن سیف" کا نام ساقط نہیں بلکہ نسائی کی سند میں اضافی ہے۔ اسی صورت کو المزید فی متصل الاسانید کہا جاتا ہے۔

[1] مثلاً: امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ» [صحیح مسلم: ۲۷۳۹] امام مسلم نے یہ حدیث روایت حدیث اور مشائخ وغیرہ جیسے امور میں اپنے برابر کے امام؛ عبید اللہ بن عبد الکریم المعروف امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔ صحیح مسلم میں ایسی صرف یہی ایک ہی روایت ہے جسے امام مسلم نے اپنے اقران میں سے کسی ساتھی سے روایت کیا ہے۔ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ امام مسلم رحمہ اللہ سے تقریباً تین برس بعد فوت ہوئے تھے۔ ایسی روایت کو روایۃ الاقران کہا جاتا ہے۔

[2] اس کی مثال ان دو احادیث سے لی جاسکتی ہے: پہلی حدیث: "حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَارِظٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ" [سنن النسائی: ۱۷۱] دوسری حدیث: "عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت الاکابر عن الاصاغر:

بڑے طبقے کے راوی کا چھوٹے طبقہ کے راوی سے روایت لینا۔ روایة الآباء عن الابناء۔ روایة الصحابة عن التابعین، اور روایت الشیوخ عن التلامذہ اسی باب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان صورتوں کے برعکس یعنی روایت الاصاغر عن الاکابر اصل طریقہ مسلوکہ ہے۔[1]

الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ، وَإِنَّ خُلُقَ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ» [شعب الایمان، للبیہقی: ۱۰/۱۵۵، حدیث: ۷۳۱۶] ان میں پہلی حدیث عمر بن عبدالعزیز نے ابن شہاب زہری سے روایت کی ہے اور دوسری حدیث ابن شہاب زہری نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے۔

[1] روایة الآبا عن الابنا (باپ کا اپنے بیٹے سے روایت کرنا) کی مثال یہ حدیث ہے: "حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ، بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ، وَتَمْرٍ»" [سنن ابی داود: ۳۷۴۴]

روایة الصحابی عن التابعی، یعنی: صحابی کا تابعی سے حدیث روایت کرنے کی مثال یہ ہے: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ» [صحیح مسلم: ۷۴۷] اس حدیث کی سند میں صحابی (سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ) تابعی (عبدالرحمن بن عبدالقاری) سے روایت کر رہے ہیں۔

اکابر کا اصاغر سے روایت کرنا، مثلاً: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ» [سنن الترمذی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السابق واللاحق: وہ دو راوی جو ایک ہی شیخ سے روایت کریں، لیکن ان دونوں کی موت کا درمیانی عرصہ خاصا لمبا ہو۔ بعض ایسے دو راویوں کی موت کا درمیانی وقفہ ایک سو پچاس سال تک پایا گیا ہے۔[1]

المسلسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے تمام راوی صیغۂ ادا میں یا کسی دوسری ایسی کیفیت میں جو روایت سے تعلق رکھتی ہو متفق ہوں۔[2]

المتّفِق والمفترِق: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء بھی متفق ہوں اور ان کے آباء یا آباء کے ساتھ اجداد کے اسماء بھی متفق ہوں۔[3]

المؤتلف والمختلف: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء صورت خطی میں تو ایک

۳۹۵۔ صحیح ابن حبان: ۲۶۷۰] اس حدیث کی سند میں ابن سیرین اپنے شاگرد خالد الحذاء سے روایت کر رہے ہیں۔

[1] خالد بن الحارث الهجيمي البصري سے شعبۃ بن حجاج اور حسن بن عرفہ؛ دونوں نے روایت کی ہے۔ ان دونوں کی وفات میں ستانوے برس کا وقفہ ہے۔ شعبہ بن حجاج کی وفات ۱۶۰ ہجری کو بصرہ میں ہوئی۔ جبکہ حسن بن عرفہ کی وفات ۲۵۷ ہجری کو سامرا میں ہوئی۔ شعبہ بن حجاج، خالد بن حارث کے اساتذہ میں سے بھی تھے۔ اور حسن بن عرفہ، خالد بن حارث سے روایت کرنے والوں میں آخری تھے۔

[2] مثلاً: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ، حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: قُلْتُ لَهَا: «أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ، مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ» [صحیح البخاری: ۳۴۹۱] اس حدیث کی سند میں تمام راوی حدثنا کے صیغہ سے روایت کرنے میں متفق ہیں۔

[3] راوی کا نام عبداللہ اور ان کے والد کا نام زبیر۔ جیسے عبداللہ بن زبیر لکھا جاتا ہے۔ اس نام سے متعدد راوی ہیں: مثلاً: ۱۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، صحابی ہیں۔ ۲۔ عبداللہ بن زبیر الحمیدی: جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ ۳۔ عبداللہ بن زبیر البصری ہیں۔ ۴۔ عبداللہ بن زبیر الرہاوی۔ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے ہوں لیکن تلفظ میں مُختلف ہوں۔[1]

المتشابہ: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء متفق ہوں، لیکن ان کے آباء کے اسماء لکھنے میں متفق اور تلفظ میں مُختلف ہوں۔ یا ان کے آباء کے اسماء تو متفق ہوں لیکن ان کے اپنے اسماء لکھنے میں متفق اور تلفظ میں مُختلف ہوں۔ یا ان کے اپنے اور ان کے آباء کے اسماء متفق ہوں، لیکن ان کی نسبتوں میں اتفاق خطی اور اختلاف لفظی ہو۔[2]

---

[1] مثلاً: سَلَّام بْن أَبِي سَلَّام، الحَبَشي اور سَلَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَبُو الْمُنْذِرِ ہیں۔ ان دونوں راویوں کے نام "سلام" ہیں، جو لکھنے (صورت خطی) میں ایک جیسے ہیں لیکن ان کا تلفظ مُختلف ہے۔ پہلے کا نام: سین پر زبر اور لام مشدد پر زبر کے ساتھ ہے، جبکہ دوسرے راوی کا نام سین پر زبر اور لام پر تشدید کے بغیر زبر ہے۔

[2] راویوں کے نام ایک جیسے لیکن ان کے آبا (باپوں) کے نام لکھنے میں ایک جیسے اور تلفظ میں مُختلف ہونے کی مثال: عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ اور عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسَلَّمٍ ہے۔ اول الذکر راوی کے والد کا نام مُسلِم ہے، جو میم پر پیش اور لام کے نیچے زیر کے ساتھ ہے۔ جبکہ دوسرے راوی کے والد کا نام میم پر پیش اور لام پر، شدّ اور زبر کے ساتھ ہے۔ اسی طرح اس کی دوسری مثال: موسیٰ نامی دو راوی ہیں۔ ایک کا نام: مُوسَى بن عَلِي النحوي، اور دوسرے کا نام: مُوسَى بنُ عُلَيٍّ اللَّخمِي ہے۔ [تاریخ دمشق، لابن عساکر: ۶۱/۱۱۔ سیر أعلام النبلاء، للذہبی (طبعۃ الرسالۃ): ۷/۴۱۱] ان کے اپنے نام تو بالکل ایک جیسے ہیں جبکہ باپوں کے نام لکھنے میں ایک جیسے لیکن تلفظ میں مختلف ہیں۔ پہلے کے والد کا نام عَلِی: عین پر زبر اور لام کے نیچے زیر کے ساتھ ہے، جبکہ دوسرے کے والد کا نام عُلَیّ: عین پر پیش اور لام پر زبر کے ساتھ ہے۔

راویوں کے باپوں کے نام تو ایک جیسے ہوں لیکن راویوں کے اپنے نام لکھنے میں ایک جیسے اور تلفظ میں مُختلف ہونے کی مثال: راویوں کے اپنے اور ان کے باپوں کے نام ایک جیسے لیکن ان کی نسبتیں لکھنے میں ایک جیسی اور تلفظ میں مُختلف ہونے کی درست مثال مجھے نہیں مل سکی۔ البتہ خط کے اعتبار سے نسبتوں کا قریب قریب ہونا، یہاں بطور مثال لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً: علی بن زبید الطائی اور علی بن زبید الشامی۔ ان راویوں کے اپنے اور باپوں کے نام ایک دوسرے سے متفق (ایک جیسے) ہیں، لیکن نسبتیں؛ تلفظ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الروایۃ بالمعنیٰ: کسی حدیث کے مسموعہ الفاظ کُلًّا یا جزءاً چھوڑ کر صرف اس کا معنی اپنے الفاظ میں بیان کر دینا۔[1]

جمہور ائمہ کے نزدیک روایت بالمعنیٰ اگرچہ اس شرط پر جائز ہے کہ راوی صاحب فہم اور نکتہ رس ہو اور الفاظ کی تبدیلی سے معانی پر واقع ہونے والے اثر کو سمجھتا ہو، لیکن فضیلت روایت باللفظ میں ہے۔

اختصار الحدیث: ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ چھوڑ دینا۔[2]

ائمہ حدیث کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ متروکہ حصہ چھوڑنے سے بقیہ حدیث کے مفہوم پر اثر نہ پڑے۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو حدیث کا متروکہ حصہ بقیہ حدیث سے معنوی تعلق نہ رکھتا ہو۔ یا پھر بقیہ حدیث متروکہ حصہ پر دلالت رکھتی ہو۔

☆☆☆

مختلف ہیں جبکہ لکھنے میں قریب الخط ہیں۔[تلخیص المتشابہ، للخطیب البغدادی: ۲/ ۳۸۲، ۳۸۱]

[1] ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: «كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ» [صحیح مسلم: ۱۲۰-(۵۸۳)] علامہ البانی رحمہ اللہ کے بقول یہ حدیث دراصل سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایۃ بالمعنیٰ کی صورت میں بیان کی ہے، اس کی اصل یہ حدیث ہے: «أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ، كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» وَأَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ، إِذَا سَمِعْتُهُ» [صحیح مسلم: ۱۲۲-(۵۸۳)]۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: حدیث نمبر: ۳۱۶۰]

[2] اس کی مثال: بلوغ المرام میں مذکور احادیث ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مفصل احادیث کو اس طرح اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کے مخصوص و مطلوب الفاظ ذکر کر دیے ہیں باقی الفاظ چھوڑ دیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آداب الشیخ والسامع

شیخ اور تلمیذ دونوں کے لیے تصحیح نیت اور اخلاص شرط ہے۔ تعلیم اور تعلّم کے سلسلے میں اغراض دنیوی کو داخل نہ ہونے دیں اور اپنے آپ کو مکارم اخلاق سے مزین کریں۔

شیخ کے لیے ضروری ہے کہ جب لوگ اس کے علم کے محتاج ہوں تو تعلیم میں بخل سے کام نہ لے اور مجلس تحدیث میں باوقار ہو کر بیٹھے اور اپنے آپ کو حرکات خفیفہ سے محفوظ رکھے اور کسی شخص کو کسی غرض فاسد کی بنا پر اپنے سے استفادہ کرنے سے نہ روکے۔ اگر اس کے شہر میں اس سے بڑا عالم موجود ہو تو تلامذہ کو اس سے استفادہ کی تلقین کرے اور جب بڑھاپے کی بنا پر یا کسی دوسرے عارضہ کے سبب تحدیث میں اوہام اور اغلاط کا خطرہ محسوس کرے تو تحدیث سے رک جائے۔

اور سامع کے لیے ضروری ہے کہ شیخ کا ادب واحترام کرتا رہے اور اسے استفادہ میں اس طرح تنگ نہ کرے کہ وہ افادہ سے اکتا جائے اور ساتھیوں سے اخلاص اور خیر خواہی کا برتاؤ کرے۔ حیا یا تکبّر کی وجہ سے استفادہ سے محروم نہ رہے اور ممکن حد تک اپنا وقت بحث و تکرار (مراجعہ) میں صرف کرے۔

سِنّ التحمّل والاداء

اس بارے میں اصحاب الحدیث کے اقوال اگرچہ مختلف ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ تحمل کے لیے صرف تمیز شرط ہے خواہ کسی عمر میں بھی حاصل ہو جائے۔[1] حتیٰ کہ ایک شخص اگر

---

[1] جیسا کہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نابالغ بچہ تھا، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو میرے ہاتھ ادھر اُدھر گھومتے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ» (اے بچے! اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنے سامنے سے کھاؤ) [صحیح البخاری: ۵۳۷۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر کی حالت میں معلومات حاصل کرتا ہے تو اسلام لانے کے بعد اس کا ادا کرنا صحیح ہے بشرطیکہ عدالت اور ضبط رکھتا ہو۔[1]

اور ادا کے لیے استعداد اور اہلیت شرط ہے، کسی عمر کی قید نہیں۔

کتب احادیث کی اقسام

الجامع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق ہر قسم کے مباحث موجود ہوں۔ خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا احکام سے، تاریخ سے ہو یا تفسیر سے، فتن سے ہو یا ملاحم سے یا بحث الفاظ سے۔ یا ان کے علاوہ جو مباحث بھی احادیث میں ملتے ہیں۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی الصحیح الجامع اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی الجامع۔[2]

السُّنن: جس کتاب میں احادیثِ احکام جمع کی گئی ہوں۔[3]

المُسْنَد: جس کتاب میں ہر ایک صحابی کی روایات علیحدہ علیحدہ جمع کی گئی ہوں یا کسی ایک صحابی یا کسی ایک جلیل القدر امام کی مرویات

---

[1] مثلاً: مسلمانوں نے کفار کے جن افراد کو غزوہ بدر میں قید کر لیا تھا، ان میں سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بیان کیا تھا کہ جب میں قیدی کی حیثیت سے مسجد نبوی میں موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے سنا تھا۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: صحیح البخاری: ۳۰۵۰، ۴۰۲۳]

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا نام: "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رَسولِ الله ﷺ وسنَنِه وأيامِهِ" رکھا تھا، جو بعد میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے "صحیح البخاری" کے مختصر نام سے معروف ہوئی۔

[3] مثلاً: سنن أبي داود، سنن المجتبیٰ للنسائی (یا، سنن الصغریٰ للنسائی)، سنن الکبریٰ للنسائی، سنن ابن ماجۃ، سنن الدارمی، سنن الکبریٰ للبیہقی، سنن الصغریٰ للبیہقی اور سنن سعید بن منصور؛ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یکجا جمع کی گئی ہوں۔ جیسے امام احمد رحمہ اللہ کی المُسند۔[1]

الجزء: جس کتاب میں کسی ایک مسئلہ یا ایک نوع کے مسائل پر احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے امام بخاری کی جزء رفع الیدین۔[2]

الاربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث جمع کر دی جائیں۔[3]

المُستَخرَج: جس کتاب میں کسی ایک کتاب کی احادیث دوسری اسانید سے روایت کی جائیں۔ جیسے مستخرج الاسماعیلی علیٰ صحیح البخاری۔[4]

المُستدرَك: جس کتاب میں کسی مصنف کی ملحوظہ شرائط کے مطابق ایسی صحیح احادیث جمع کی جائیں جو اس مصنف نے اپنی کتاب میں درج نہ کی ہوں۔ جیسے مستدرک حاکم۔

کتاب العِلَل: جس کتاب میں معلولہ احادیث، بیانِ علل کے ساتھ نقل کی گئی

---

[1] مسند کے نام سے مزید کتب احادیث بھی ہیں، جن میں بعض کے نام یہ ہیں: مسند الشافعی، مسند الحمیدی، مسند السراج، مسند أبي داؤد الطیالسی، مسند ابن ابی شیبۃ، مسند اسحاق بن راہویہ، مسند البزار اور مسند الشاشی وغیرہ۔

[2] اسی طرح دیگر کتب احادیث بھی "جزء" کے نام سے موجود ہیں، مثلاً: امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب "جزء القراءة خلف الامام"، جزء من أحاديث أبي بكر الصولي، جزء من حديث خيثمة الأطرابلسي، جزء من حديث أبي العباس الأصم، وغیرہ۔

[3] مثلاً: امام نووی رحمہ اللہ کی معروف ترین تالیف: "الأربعون النووية"۔ امام ابن عساکر دمشقی رحمہ اللہ کی تالیف: "كتاب الأربعين في مناقب أمهات المؤمنين"۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کی تالیف: "كتاب الأربعين في صفات رب العالمين" وغیرہ۔

[4] امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمہ اللہ کی کتاب اس ضمن میں بہت معروف ہے، جس کا نام: "المسند المستخرج على صحيح الإمام مسلم" ہے۔ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی (المعروف: حافظ عراقی رحمہ اللہ) کی تالیف: "المستخرج على المستدرك للحاكم" بھی اسی نوعیت کی کتاب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ جیسے امام احمد کی کتاب عَلَل الحدیث و معرفة الرجال۔

الاطراف: جس کتاب میں احادیث کا ایک ٹکڑا نقل کر کے ان کی اسانید جمع کی گئی ہوں یا ان کے مخرّجین کا ذکر کیا گیا ہو، جیسے حافظ ابن عساکر کی "الاشراف"۔[1]

التخریج: جس کتاب میں کسی کتاب کی مرویات کی اسانید پر بحث کی گئی ہو۔[2]

☆☆☆

---

[1] حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کی کتاب کا مکمل نام "الإشراف على معرفة الأطراف" ہے۔ علامہ یوسف بن عبدالرحمن ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ کی تالیف "تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف" زیادہ معروف و متداول ہے۔ جسے ۱۳ جلدوں میں بیروت کے ایک ادارے نے شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ مزید کتب بھی اطراف الحدیث پر مشتمل ہیں، مثلاً: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تالیف "إتحاف المهرة بأطراف العشرة" ہے، جس میں مؤلف نے الموطأ، مسند الشافعي، مسند أحمد، سنن الدارمي، منتقى ابن الجارود، صحيح ابن حبان، مستدرك الحاكم، مستخرج أبي عوانة، شرح معاني الآثار للطحاوي اور سنن الدار قطني کی احادیث کے اطراف جمع کیے ہیں۔ اور اس میں، صحیح ابن خزیمہ کی احادیث کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض کتب کسی ایک مخصوص کتاب کی مرویات کے اطراف پر مشتمل ہیں، مثلاً: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تالیف "أطراف المسند المعتلى بأطراف المسند الحنبلي" صرف مسند احمد بن حنبل کی مرویات کے اطراف پر مشتمل ہے۔ اور علامہ عراقی رحمہ اللہ کی کتاب "أطراف صحيح ابن حبان" محض صحیح ابن حبان کی مرویات کے اطراف پر مشتمل ہے۔

[2] اس عنوان پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب "الدراية في تخريج أحاديث الهداية" بہت معروف ہے، جس میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الهداية" میں مذکور احادیث کی تخریج اور ان کے راویوں پر بحث کی گئی ہے۔ مزید کتب بھی اس حوالے سے موجود ہیں، مثلاً: علامہ زیلعی رحمہ اللہ کی کتاب "تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف للزمخشري" علامہ زمخشری کی تفسیر میں مذکور احادیث کی تخریج پر مشتمل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہدایات

طالب حدیث کے لیے رُواۃ حدیث سے متعلقہ حسب ذیل معلومات ضروری ہیں۔ رواۃ کے طبقات، تاریخ ہائے ولادت و وفات، اوطان و بلدان، اوقاتِ طلب اور رحلات وغیرہ۔

ان معلومات کے بغیر اتصال وانقطاعِ اسانید میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح رُواۃ کے اسماء، نسب، القاب، کنٰی، نسبتیں اور ان کے اسباب و حقائق کا علم بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ان چیزوں سے بے خبری کے باعث بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

بعض اوقات ایک ہی شخص کے کئی القاب یا کنٰی یا نسبتیں ہوتی ہیں۔ جن سے لاعلمی کی بناء پر وہم ہوتا ہے کہ یہ مختلف رواۃ ہیں یا کئی مختلف راویوں کا اسم یا لقب یا کنیت یا نسبت یا تمام چیزیں ایک ہی ہوتی ہیں جس سے ان سب کے ایک ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

بعض اوقات راوی کی کنیت اس کے باپ کے اسم کے یا باپ کی کنیت راوی کے اپنے اسم کے موافق ہوتی ہے یا راوی کی کنیت اور اس کی بیوی کی کنیت ایک جیسی ہوتی ہے۔

بعض اوقات راوی کو یہی معاملہ اپنے شیخ سے پیش آجاتا ہے یا راوی اور اس کے باپ یا ساتھ ہی دادا کا نام بھی ایک ہی ہوتا ہے، یا راوی اور اس کے شیخ کا نام یا نام کے ساتھ نسبت بھی مشترک ہوتی ہے۔

ان تمام صورتوں میں ناواقفیت کی بناء پر غلط فہمی کا امکان موجود ہے، اس لیے ان تمام چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح **المتفق والمفترق، المؤتلف والمختلف والمتشابہ** کا علم بھی اشد ضروری ہے۔

ولیکن ھٰذا آخر ما أردنا تحریرہ من اصطلاحات المحدثین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم علی المرسلین خصوصا علی خیرھم وسید الاولین والاخرین محمد وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصطلاحاتِ حدیث

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ

امان اللہ عاصم

ناشر

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُصولِ تفسیر

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

حافظ ابوبکر ظفر اللہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الأصول من علم الأصول کا اردو ترجمہ

اُصولِ فقہ

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ

امان اللہ عاصم

ناشر

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023, 0334-4842982

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہماری درسی مطبوعات

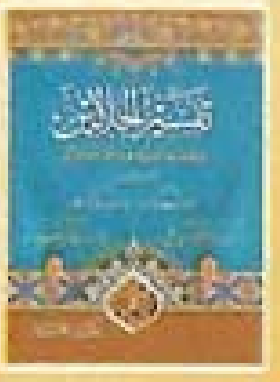
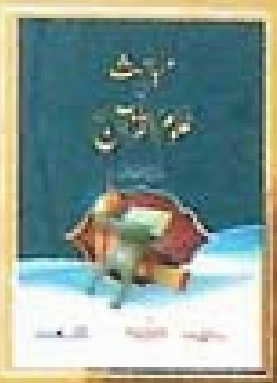

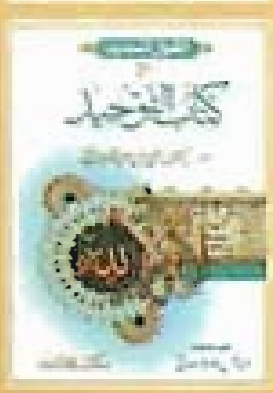
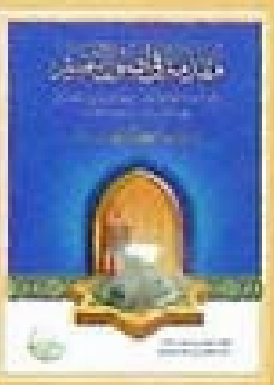

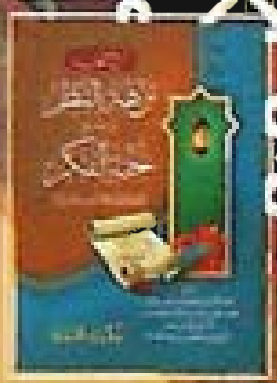

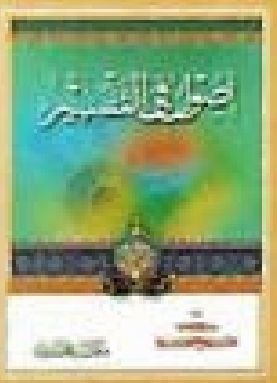
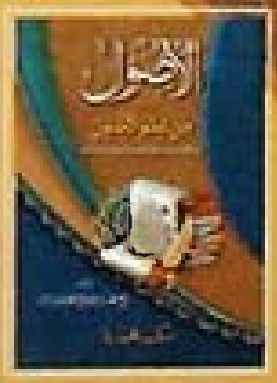
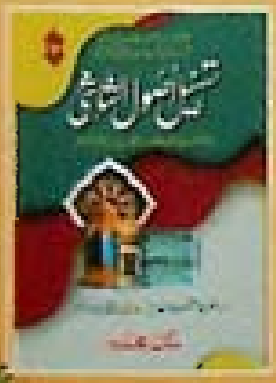
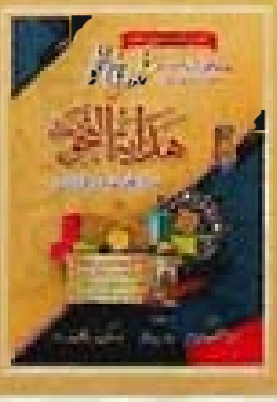
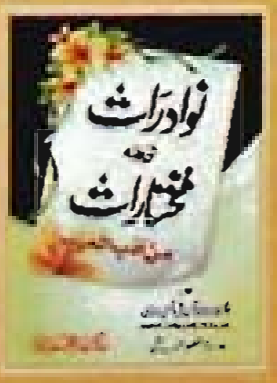

مکتبہ محمدیہ الفور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300 - 4826023, 0334 - 4842982